عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۵ | ۲۱ تا ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ فروری ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۵

قادیانیوں کا ایک مغالطہ

ایران سعودی کشمکش

تشخیص

تدارک

ذمہ داریاں

جھوٹ بدنام جھوٹے بھی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

اپنی زندگی میں جائیداد بچوں میں تقسیم کرنا

س:.....مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے والد صاحب اپنی زندگی میں تمام جائیداد تقسیم کرنا چاہتے ہیں، کیا اُن کو یہ حق حاصل ہے کہ جیسے تقسیم کرنا چاہیں کرسکتے ہیں؟ نیز ہماری والدہ نے اپنے دو بیٹوں کے نام دو دکانیں خریدی تھیں، اپنی زندگی میں کرایہ خود وصول کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میرے بعد یہ دکانیں ان کی رہیں گی، کیا یہ دونوں بھائی والدہ کے انتقال کے بعد ان دکانوں کے مالک ہوں گے؟

نوٹ: والدہ کے ورثا میں ہم سات بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور والد صاحب یعنی مرحومہ کے شوہر حیات ہیں۔ (سائل: عرفان الٰہی)

ج:.....صورت مسؤلہ میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر زندگی میں اولاد کو دینا چاہیں تو تمام اولاد کو برابر حصہ دینا چاہئے تاکہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو، اس لئے بیٹے اور بیٹی کو برابر برابر حصہ دیں، کیونکہ زندگی میں ہی دے دینا ورثہ نہیں بلکہ ہدیہ ہے اور اسی وجہ سے شریعت میں برابری کا حکم ہے۔

آپ کی والدہ نے اگر زندگی میں ہی یہ دکانیں بطورِ ملکیت اپنے بیٹوں کے نام کردی ہیں، قبضہ نہیں دیا تھا تو اب یہ ان کے ترکہ میں شامل ہوں گی، لہٰذا والدہ کی تمام ملکیت اور جائیداد کو ۶۴ حصوں میں تقسیم کرکے ۱۶ حصے مرحومہ کے شوہر کو اور ۶، ۶ حصے مرحومہ کے ہر ایک بیٹے کو اور ۳، ۳ حصے مرحومہ کی ہر ایک بیٹی کو دیئے جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

انشورنس یا بیمہ پالیسی

س:..... ہمارے علاقہ ماڑی خانخیل میں ایجنٹ سرکاری ملازم ٹیچر اسکول کے خواتین وحضرات کو بیمہ پالیسی یا اسٹیٹ لائف پر اکساتے ہیں جب میں نے انہیں سمجھایا تو کہنے لگے: علماء وبعض مفتی حضرات جائز کہتے ہیں۔ برائے کرم اس کا تفصیلی جواب ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع فرمادیں۔ بینو وتواجروا۔ (سائل: محمد اشفاق)

ج:.....صورت مسؤلہ کے بارے میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اپنی کتاب ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ جلد ۶، میں ایک سائل کو جو جواب تحریر فرمایا تھا وہ پیش خدمت ہے: ”بیمہ کی جو موجودہ صورت میں رائج ہے وہ شرعی نقطہ نظر سے صحیح نہیں بلکہ قمار اور جوا کی ترقی یافتہ شکلیں ہیں۔ اس لئے اپنے اختیار سے بیمہ کرانا تو جائز نہیں اور اگر قانونی مجبوری کی وجہ سے بیمہ کرانا پڑے تو اپنی ادا کردہ رقم سے زیادہ وصول کرنا درست نہیں، چونکہ بیمہ کا کاروبار درست نہیں، اس لئے بیمہ کمپنی میں ملازمت بھی صحیح نہیں۔“

تین طلاق

س:.....میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لئے ”طلاق نامہ“ میں یہ الفاظ لکھے: ”میں نے اپنی زوجہ کو گواہوں کے روبرو اپنے ہوش وحواس سے تین طلاق دی ہے اور حق مہر مبلغ دو ہزار روپے ادا کردیا گیا ہے۔ آج کے بعد ہم دونوں آزاد ہیں جو جہاں چاہے جس سے چاہے نکاح کرسکتا ہے۔ ہمارے درمیان آج کے بعد کسی قسم کا کوئی رشتہ وتعلق یا لین دین نہیں ہوگا۔“ کیا یہ طلاق واقع ہوگئی ہے، میں نے اپنے والد کے دباؤ میں آکر اس طلاق نامہ پر دستخط کئے تھے، کیا اب دوبارہ رجوع کی کوئی صورت ہے؟ (سائل: وسیم ذکاء اللہ)

ج:.....صورت مسؤلہ میں طلاق نامہ میں درج تحریر کے مطابق عورت پر تینوں طلاق واقع ہوچکی ہیں اور بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی ہے، بغیر حلالہ شرعی کے ان دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا عدت گزارنے کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، دوسرا شوہر نکاح کرنے کے بعد اور ازدواجی تعلق قائم کرنے کے بعد شوہر طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہوجائے تو یہ اس کی بھی عدت گزارے، اس کے بعد یہ شوہر اول سے نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۲۱ تا ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ فروری ۲۰۱۶ء — شمارہ:۵

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داری.....(۲)	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
ایران سعودی کشمکش.....	۸	مولانا محمد حنیف جالندھری
قادیانیوں کا ایک مغالطہ	۱۱	مولانا زاہد الراشدی
جھوٹ بے نقاب، جھوٹے بھی!	۱۲	انصار عباسی
مرتد و زندیق کے شرعی احکام (۳)	۱۳	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
جاوید احمد غامدی...سیاق و سباق کے آئینہ میں (۱۸)	۱۵	مولانا فضل محمد مدظلہ
مولانا فضل علی قریشی مسکین پوری	۱۸	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
شیخ القراء قاری محمد یٰسین قدس سرہ	۲۰	مفتی مزمل حسین کاپڑیا
رحمت دو عالم ﷺ کا پیغام امن	۲۲	محمد انجم العارفین
۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی روداد (۲)	۲۵	مسعود ساحر

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اسلامی نظریاتی کونسل

کی ذمہ داری اور موجودہ حالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۳۱؍دسمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش کراچی میں ماہانہ تربیتی نشست ہوئی جس میں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل کب اور کیسے ہوئی؟ اس میں کن کن حضرات کا کیا کردار اور خدمات رہیں۔ ۲۹؍دسمبر ۲۰۱۵ء کو اسلام آباد میں اسلامی نظریاتی کونسل کے حالیہ اجلاس میں چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی صاحب اور مولانا طاہر محمود اشرفی صاحب کے درمیان جو بحث ومباحثہ ہوا، اس کے تناظر میں انہوں نے اہم تفصیلات سے سامعین کو آگاہ کیا۔ افادۂ عام کی غرض سے یہ تفصیلات ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

گزشتہ سے پیوستہ!

اب یہ زیر بحث نہیں کہ قادیانی کافر ہیں یا نہیں؟ زیر بحث یہ تھا کہ ایک آدمی اگر خدانہ کرے اسلام کو چھوڑ کر قادیانیت کو اختیار کرتا ہے تو وہ مرتد ہوگیا۔ اس کی جو آگے نسل ہے، اس کی جو آگے اولاد ہے، وہ تو مرتد کے حکم میں نہیں، وہ تو عام کافروں کے حکم میں ہے تو عام کافروں کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا تعلقات، تجارت وغیرہ کرنی جائز ہے تو قادیانیوں سے جائز کیوں نہیں؟ اصل سوال یہ تھا۔ اب میں معاذاللہ! بدگمانی تو نہیں کرتا لیکن لگتا یہ ہے کہ جب سے قادیانیوں کے متعلق یہ قانون سازی ہوئی، یہ اس دن سے آج تک برابر اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح یہ دفعات سرے سے ختم ہوجائیں یا یہ کہ ان کو غیرموثر کردیا جائے۔ چنانچہ آپ حضرات کو یاد ہوگا، اخبارات میں بھی پڑھا ہوگا.... پہلے بھی اور اب بھی..... بہت سارے مواقع پر امریکا کی کانگریس نے پاکستان کے لئے قرضے منظور کرتے ہوئے جہاں اور شرائط لگائیں، ان میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ قرضہ تمہیں تب ملے گا جب قادیانیوں کے متعلق یہ جو امتیازی قانون (وہ امتیازی کہتے ہیں) ہے اس کو ختم کیا جائے۔ ادھر پاکستان میں کوئی قانون سازی نہیں ہورہی تھی، کسی صوبائی گورنمنٹ نے، وفاقی گورنمنٹ نے

اسلامی نظریاتی کونسل سے رائے نہیں مانگی کہ اس کے متعلق ہمیں رائے دو کہ ہم اس کے اوپر کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ از خود بعض لوگوں کے پیٹ کے اندر پتہ نہیں کہ کیوں مروڑ اٹھا۔ اگر میں امریکی کانگریس کی ان شرائط کو دیکھوں اور پھر ان حضرات کی اس کوشش کو دیکھوں کہ بیٹھے بیٹھے ایک نئے فتنے کا دروازہ کھول دیا گیا، تو میرے سامنے ایک بھیانک، خطرناک اور مکروہ قسم کی تصویر تیار ہوتی ہے، جس سے رونگٹے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ بات اتنی ہلکی نہیں، جتنی سمجھی جارہی ہے۔ یہ جرم بہت ہی سنگین قسم کا جرم ہے کہ ایک سازش کے تحت قادیانیوں کو رعایت دی جارہی ہے اور ظلم یہ کہ پاکستان میں کوئی غیر مسلم سے متعلق ذمی کا لفظ استعمال نہیں کرتا۔ کیونکہ پاکستان کے اندر ذمی کے متعلق کوئی قانون نہیں ہے۔ پاکستان کا آئین مکمل اسلامی آئین نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں وہ چیزیں شامل نہیں۔ میں غیر مسلم کی بات کرتا ہوں، مثلاً ہندو، عیسائی، سکھ، یہودی یہ سب وہ ہیں جو پاکستان کے آئین کو مانتے ہیں، ایک قادیانی ہیں کہ یہ غیر مسلم ہونے کے باوجود پاکستانی آئینی فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ جس طرح کہ اندھا اور دیکھنے والا، جس طرح رات اور دن، جس طرح کفر اور اسلام، جس طرح زمین اور آسمان ایک نہیں ہو سکتے، اسی طرح آئین کو ماننے والا اور آئین سے بغاوت کرنے والا ایک نہیں ہو سکتے۔ جس طرح اسٹیٹ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی جان، مال، عزت و آبرو اور ان کے کاروبار کی حفاظت کرے، وہاں اسٹیٹ کے ذمہ یہ بھی تو ہے کہ جو لوگ آئین سے بغاوت کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ آئین کی رٹ کو بحال رکھتے ہوئے انہیں آئین کا پابند بنائیں کہ کوئی طبقہ بغاوت نہ اختیار کر سکے۔ یہ بھی تو اسٹیٹ کے فرائض میں شامل ہے۔ بجائے اس کے کہ قادیانیوں کو قانون کا پابند بنایا جائے الٹا قادیانیوں کے لئے راستہ نکالا جارہا ہے کہ یوں ہو سکتے ہیں، یوں ہو سکتے ہیں۔ یہ مرتد نہیں ہیں، یہ نسلی قادیانی ہیں، یہ ایک ملغوبہ تیار ہوا۔ اب دوسرا مسئلہ یہ کہ یہودی بھی کافر ہے، عیسائی بھی کافر ہے، قادیانی بھی کافر ہے، لیکن نہ بھولیں اس حقیقت کو کہ عیسائی خود جھوٹے ہیں لیکن ان کا نبی سچا تھا۔ آج کا یہودی خود جھوٹا ہے، لیکن ان کے نبی سچے تھے۔ قادیانی ایک ایسے کافر ہیں کہ یہ خود بھی جھوٹے ہیں، ان کا گرو بھی جھوٹا تھا۔ تو یہ برابر کیسے ہو گئے۔ اقلیتوں کی دو حیثیتیں ہوئیں۔ اب تیسری حیثیت کہ مثلاً: قادیانیوں کو عام کافر کا اگر حکم دے دیا جائے تو ان کے ساتھ کاروبار کی اجازت ہوگی کیونکہ اگر حربی کافر نہ ہو، ان کے ساتھ کاروبار کی اجازت ہے، یہودیوں کے ساتھ کاروبار کی اجازت ہے، عیسائیوں کے ساتھ کاروبار کی اجازت ہے، ہندوؤں کے ساتھ، سکھوں کے ساتھ کاروبار کی اجازت ہے تو قادیانیوں کے ساتھ بھی کاروبار کی اجازت ہونی چاہئے۔ لیکن میں کہتا ہوں نہیں! آپ کہیں گے کیوں؟ میں کہتا ہوں اس کی اور کوئی وجوہات نہ بھی ہوتیں، آئین کو بھی مانتے ہوتے، دوسری باتیں بھی مانتے، تب بھی مسلمانوں کے قادیانیوں کے ساتھ روابط کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں، اس لئے کہ ہندو اور عیسائی اپنے مذہب کی بنیاد پر پابند نہیں ہے کہ وہ اپنی آمدنی کا اتنا حصہ اپنی جماعت کے فنڈ کے اندر دے اور وہ پیسہ مسلمانوں کے خلاف خرچ کیا جا سکے، بخلاف قادیانیوں کے کہ تمام تر قادیانی اپنے عقیدے کے اعتبار سے پابند ہیں اس بات کے کہ وہ اپنی آمدنی کا دس فیصد قادیانیت کے فنڈ میں جمع کرائے اور وہ قادیانیت کا فنڈ اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کو مرتد بنانے میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر میں قادیانی کی ایک دکان سے سودا لیتا ہوں۔ میری جیب سے پیسے جاتے ہیں۔ اس کا پرافٹ قادیانیوں کے فنڈ میں جمع ہوگا، وہ فنڈ اسلام کے خلاف لگے گا تو میری جیب سے نکلا ہوا پیسہ ارتداد پر خرچ ہوا، اس لئے قادیانیوں کے ساتھ کسی بھی طریقہ پر کاروبار کی شرعاً کوئی اجازت نہیں۔ فرق کو سمجھے، میں نے اس وقت تین فرق آپ حضرات کے سامنے رکھے۔

بھائیو! میں عرض کر رہا تھا کہ جس وقت مسٹر جسٹس منیر اور ایم آر کیانی نے یہ بحث شروع کی کہ قادیانی کافر ہیں تو ان کے کفر کے مسئلے نے وسعت اختیار کی۔ اور ان کے زیر بحث یہ آیا تھا کہ جو آج قادیانی ہوا وہ تو مرتد ہے اور اس کی نسل آگے آنے والی وہ عام کافروں کے حکم میں ہے، تب حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ ان جیسے گرامی قدر حضرات علماء کرام کے متواتر اجلاس ہوئے، اصول تکفیر کے نام پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے رسالہ مرتب کیا، ایک رسالہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اصول تکفیر کے نام پر مرتب کیا، متعدد اجلاسوں کے بعد یہ طے کر دیا گیا کہ آج کوئی قادیانی بنے یا سو سال سے یا پانچ سو سال سے کوئی قادیانی ہے، ایک نسل نہیں اس کی سو نسلیں بدل گئیں یا ان کے

آباؤاجداد سو نسل پہلے قادیانی ہو گئے تھے، یا نسلی قادیانی چلے آرہے ہیں۔ کوئی قادیانی چٹہ ہو یا گورا، بیمار ہو یا تندرست، وہ افریقی ہو یا امریکی، تمام قادیانیوں کے متعلق طے کیا گیا کہ یہ قادیانی زندیق ہیں۔ زندیق اس کو کہتے ہیں کہ جو شخص اسلام کی اصطلاحات کو برقرار رکھے، اسلام کی اصطلاحات کے الفاظ کو برقرار رکھے لیکن اس کے مفہوم، معنی اور مراد کو بدل دے، اس کو زندیق کہتے ہیں۔ ایک شخص آج قادیانی ہوا، ایک شخص آج قادیانی پیدا ہوا، ایک سو سال سے قادیانی ہے، نسلی قادیانی ہے، یا ان کے مرد، عورتیں چھوٹے بڑے سارے کے سارے تمام تر قادیانی، وہ کراچی کا ہو یا سکھر کا، ملتان کا ہو یا بھکر کا، ہند کا ہو یا سندھ کا، منوڑے کا ہو یا کوڑے کا، قلات کا ہو یا سوات کا، اے ٹو زیڈ، خواہ وہ قادیانی لاہوری ہو یا مرزائی قادیانی۔ ایک قادیانی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں بلکہ تمام تر قادیانی زندیق ہیں۔ اب میں دوبارہ بتاتا ہوں کہ زندیق کی شرعی تعریف کیا ہے؟ زندیق اس کو کہتے ہیں کہ جو اسلام کی اصطلاحات کو برقرار رکھے، اس کے الفاظ برقرار رکھے، مفہوم معنی اور مراد کو بدل دے جیسے ''اسلام'' اس سے مراد قادیانیت ''مسلمان'' اس سے مراد قادیانی ''صحابی'' مرزا غلام احمد قادیانی کے دیکھنے والا ''ام المومنین'' مرزے قادیانی کی بیوی ''اہل بیت'' مرزے قادیانی کا خاندان، اب یہ ''اہل بیت، صحابی'' ان کے دیکھنے والوں کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' الفاظ کا استعمال۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے ''علیہ السلام'' کے لفظ کا استعمال ''رضی اللہ عنہ، علیہ السلام، مسلمان، اسلام، ام المومنین اور صحابہ'' یہ تمام تر اصطلاحات اسلام کی ہیں، قادیانیوں نے الفاظ کو برقرار رکھا۔ وہ لفظ صحابی کا بولتے ہیں، مراد حکیم نورالدین قادیانی ہوتا ہے۔ نام پہلے خلیفہ کا لیتے ہیں بجائے حضرت صدیق اکبرؓ کے حکیم نورالدین مراد ہوتا ہے۔ نام خلیفہ ثانی کا لیتے ہیں، مراد اس سے مرزا محمود ہوتا ہے۔ قادیانیوں نے تمام تر اسلام کی اصطلاحات کے الفاظ کو برقرار رکھا، اس کے مفہوم و معنی اور مراد کو بدل دیا تو یہ تمام تر قادیانی زندیق ہیں، چاہے کوئی آج قادیانی بنے یا نسلوں سے قادیانی ہو۔ یہاں کا رہنے والا ہو یا باہر کا، تمام تر قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کے احکام مرتد سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ اس کی تفصیل فقہ میں موجود ہے۔ فتاویٰ میں موجود ہے۔ میں ان تفصیلات میں نہیں جاتا۔ مجھے جو عرض کرنا ہے وہ یہ کہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' جلد پانچ صفحہ اے پر ایک سوال ہے جو اس فتاویٰ کے اندر بھی اس کا جواب نقل کیا گیا ہے پانچ سات سطریں ہیں میں پڑھ دیتا ہوں: ''مرتد اور زندیق میں فرق۔''

سوال:... اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ مرتد تو وہ ہوتا ہے جو دین اسلام سے پھر جائے، یعنی پہلے مسلمان تھا بعد میں نعوذ باللہ! کافر ہو گیا، اس لئے جو شخص پہلے مسلمان تھا پھر اس نے مرزائی مذہب اختیار کر لیا وہ تو مرتد ہوا۔ لیکن جو شخص پیدائشی قادیانی ہو، وہ تو مرتد نہیں، کیونکہ اس نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانی کفر اختیار نہیں کیا، بلکہ وہ ابتداء ہی سے کافر ہے۔ وہ مرتد کیسے ہوا؟

جواب:... اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ہر قادیانی ''زندیق'' ہے اور ''زندیق'' وہ شخص ہے جو اسلام کے خلاف عقائد رکھتا ہو، اس کے باوجود اسلام کا دعویٰ کرتا ہو اور تاویلات باطلہ کے ذریعے اپنے عقائد کو عین اسلام قرار دیتا ہو۔ زندیق کا حکم بعینہ مرتد کا ہے۔ البتہ ''مرتد'' اور ''زندیق'' میں یہ فرق ہے کہ مرتد کی توبہ بالاتفاق لائق قبول ہے اور زندیق کی توبہ کے قبول کئے جانے یا نہ کئے جانے میں اختلاف ہے۔ اس ایک فرق کے علاوہ باقی تمام احکام میں مرتد اور زندیق برابر ہیں۔ اس لئے قادیانی مرزائی خواہ پیدائشی مرزائی ہوں یا اسلام کو چھوڑ کر مرزائی بنے ہوں دونوں صورتوں میں ان کا حکم مرتد کا ہے۔''

برادران! ہم نے اپنا فرض ادا کیا۔ ادھر یہ خط ملا، مولانا زاہد صاحب کی طرف سے۔ ادھر ہم نے یہ فتویٰ لیا، ایک کورنگ لیٹر لگایا، تمام اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر صاحبان کو ڈاک کے ذریعے بھجوا دیا۔ آپ حضرات کی مسکین جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے میرے خیال میں کسی سے بھی حتیٰ کہ اپنے گرامی قدر رفقاء سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا، اس لئے کہ بات کریڈٹ کی نہیں، بات تو کام کی ہے کہ کام ہونا چاہئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحب، اسلام آباد میں مجلس کے مبلغ مولانا محمد طیب صاحب، مجلس کے وہاں ناظم اعلیٰ ہیں مولانا عبدالوحید قاسمی اور دوسرے دو تین حضرات پر مشتمل ہم نے ایک وفد بھیجا کہ جا کر مولانا محمد خان شیرانی صاحب کو اجلاس سے پہلے ملیں اور انہیں قائل کریں کہ بزرگوں نے ایک مسئلہ طے کر دیا ہے، اب اس کی کوئی ضرورت نہیں، اس کو آپ زیر بحث نہ لائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس قانون کو

غیر موثر بنادیا جائے تو یہ بہت زیادتی ہوگی۔

اب ان حضرات کا اجلاس ۶ ر اگست کو تھا۔ اکتوبر میں ہماری ختم نبوت کی کانفرنس تھی چناب نگر میں۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب اور میں، ہم دونوں مولانا فضل الرحمن صاحب کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دینے اسلام آباد گئے، اتفاق یہ ہے کہ اسی دن اسلامی نظریاتی کونسل کا اجلاس تھا، ہم تقریباً کوئی ایک بجے پہنچے، ان کا اجلاس ختم ہوا کوئی بارہ بجے۔ تو اجلاس ختم ہونے کے بعد مولانا امداد اللہ صاحب، مولانا محمد ادریس صاحب، مولانا فضل اللہ حقانی صاحب سارے حضرات بھی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ سے ملنے کے لئے آگئے۔ حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب، مولانا سعید یوسف صاحب کشمیر والے وہ بھی ملنے کے لئے آگئے، ہم سب اکٹھے ہوگئے۔ اب یہ نظریاتی کونسل کے اراکین جمع ہیں تو ان حضرات سے پوچھا کہ آپ سنائیں، آپ کے اجلاس کا کیا ہوا؟ تو حضرت مولانا امداد اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ: جو کچھ آپ نے ہمیں بھیجا تھا، اس کے علاوہ ہم نے خود بھی تیاری کی اور بالکل تیاری کر کے آئے تھے، اچھا ہوا کہ آج حضرت مولانا کی موجودگی میں آپ دوستوں کے ساتھ ملاقات ہوگئی۔ ان شاء اللہ! آپ دیکھیں گے کہ ہم اسلامی نظریاتی کونسل میں پہلے تو اسے زیر بحث نہیں آنے دیں گے اور اگر خدانہ کرے زیر بحث لایا گیا تو اکابر کی جو محنت ہے جو ان کا طے شدہ فیصلہ ہے، اس میں زیر زبر کا بھی فرق ہونے نہیں دیں گے۔ ہم نے مولانا محمد خان شیرانی صاحب پر واضح کیا کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ایجنڈے میں شامل کیا تھا تو کم از کم ہمارے وفد کے جانے کے بعد سارے ملک کے علماء کرام ان کے اپنے رفقاء جیسے مولانا امداد اللہ صاحب، مولانا محمد ادریس صاحب ان حضرات کی رائے آنے کے بعد حضرت مولانا کو وعدہ کر لینا چاہئے تھا کہ ٹھیک ہے میں اس کو ایجنڈے سے ہٹالوں گا اور اسے زیر بحث نہیں لائیں گے، لیکن مولانا نے اس طرح کا وعدہ نہ کیا، ہم نے کہا: اللہ خیر کرے۔ بھائی آج کیا ہوا؟ ان حضرات نے کہا کہ آج یہ ہوا کہ ایجنڈے پر بحث ہوئی، ہم بالکل تیاری کر کے گئے تھے کہ ہم لڑائی لڑیں گے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی، بالکل تیاری کر کے گئے تھے، صرف میدان میں اترنے کی دیر تھی اور ہم نے اس حد تک طے کر لیا تھا کہ اگر یہ مسئلہ زیر بحث لایا گیا اور دیکھا کہ اکثریت دوسری طرف جارہی ہے تو ہم نے یہ بھی فیصلہ کر رکھا تھا کہ ہم اس کا بائیکاٹ کر دیں گے، کچھ ہوگا متفقہ طور پر پاس نہیں ہونے دیں گے، میں ان حضرات کی عظمت کو سلام کرتا ہوں اور حضرت مولانا شیرانی صاحب کا بھی احترام کرتا ہوں۔

میرے بھائیو! میں دیانت کے ساتھ اس طرح کی گفتگو عمداً کر رہا ہوں کہ مثبت منفی تمام تر پہلو کھل کر آپ حضرات کے سامنے آجائیں۔ اب شخصیات کی بات نہیں، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا مسئلہ ہے۔ کوئی بندۂ خدا شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر، رواداری میں یا بھول کر، یا کسی مصلحت کے تحت، چاہے اس کا اجتہاد، دیانت پر بھی مبنی ہو، اگر اس کے کسی اقدام سے قادیانیت کو فائدہ پہنچتا ہے تو ہم اسے برداشت نہیں کریں گے۔

اب اجلاس ۲۹ ر دسمبر کو ہوا ہے۔ اس میں طاہر محمود اشرفی صاحب نے کیا کہا، حضرت شیرانی صاحب نے کیا کہا، اس کی تفصیلات اخبارات کے اندر چھپ گئی ہیں، جس قضیئے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچائے رکھا، اس کے اندر شریک نہیں تھے تو اس کا تذکرہ اس وقت نہیں کرتے، میں اس قضیئے میں نہیں پڑنا چاہتا۔

میرے بھائیو! اس کے اندر ایک خیر کا پہلو بھی ہے وہ یہ کہ کل تجویز لانے والے اور ہمارے مخدوم محترم دونوں کی آپس کے اندر ہاتھا پائی ہوئی، تو پورے اجلاس نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ اس مسئلے پر کبھی بحث نہیں کریں گے۔ الحمد للہ! اب ہم نے اس لڑائی کے اندر نہیں پڑنا خدانہ کرے عمداً یا سہواً ارادی یا غیر ارادی طور پر، اگر کوئی قادیانیوں کو فائدہ پہنچانے کی کسی بھی غلطی کا مرتکب ہوتا ہے، آپ اور میں موجود نہ ہوں، تب بھی قدرت ان کا ایسا احتساب کرتی ہے کہ ان کی وہ حرکت ساری ''ھباء منثوراً'' ہو کر رہ جاتی ہے۔ آپ اور میں نہیں تھے، قدرت نے وہ کر دکھایا جس کے اوپر آسمان والے بھی رشک کرتے ہوں گے، یار زندہ۔ صحبت باقی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

ایران سعودی کشمکش...تشخیص، تدارک اور ذمہ داریاں

مولانا محمد حنیف جالندھری جنرل سیکریٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اس وقت سعودی عرب اور ایران کے مابین جو کشمکش ہے وہ کافی تشویش ناک ہے اور آئے دن کشیدگی بڑھتی جا رہی ہے اور اس کشیدگی نے رفتہ رفتہ پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور آنے والے دور میں اس کی شکل مزید بھیانک ہونے کا خدشہ ہے اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی درددل رکھنے والا مسلمان اس صورتحال سے لاتعلق رہ سکتا ہے۔ لیکن یہ صورتحال اچانک پیدا نہیں ہوئی اور نہ ہی یہ کوئی چوبیس گھنٹے میں یا ایک دن میں یا ایک ہفتے میں پیدا ہوئی، عالم اسلام کو گزشتہ کئی برسوں سے اس صورت حال کا سامنا ہے۔ لبنان ہو یا یمن ہو، شام ہو یا عراق ہو، بحرین ہو یا سعودی عرب ہو ان تمام ممالک میں ایک عرصے سے ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت قتل وغارتگری اور فرقہ وارانہ کشیدگی اور باہمی کشمکش کا جو ماحول بنایا جا رہا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے اور ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ اسے شیعہ سنی رنگ نہ دیا جائے، اسے فرقہ وارانہ لڑائی نہ کہا جائے، اس جنگ کو ایران اور سعودی عرب کی سرحدوں سے باہر نہ نکالا جائے لیکن بدقسمتی سے ایسا عملاً ممکن نہیں۔ ہماری خواہش یہی ہے اور ہونی بھی چاہیے، ہماری کوشش یہی ہے اور یہی ہونی چاہیے کہ اس کو فرقہ وارانہ رنگ نہ دیا جائے لیکن یہ ایک زمینی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ قضیہ فرقہ وارانہ رنگ اختیار کر چکا ہے اور ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی سنگینی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ آگ پھیلتی ہی جا رہی ہے۔

حال ہی میں سعودی عرب میں جن لوگوں کو پھانسی دی گئی اس کا سعودی عرب کی عدالتوں نے فیصلہ کیا، انہوں نے اپنے انصاف کے تقاضے پورے کئے۔ سعودی حکومت کا موقف یہ ہے کہ ان تمام کیسوں کو کئی سالوں تک کئی عدالتوں میں سنا گیا اور تیرہ ججوں نے مختلف عدالتوں میں مختلف سطحوں پر اس کو سنا، دلائل کا جائزہ لیا، شواہد کو پرکھا، دونوں طرف کا موقف سنا اور اس کے بعد فیصلہ سنایا۔ اس طرح کے فیصلے دنیا کے کئی ملکوں میں ہوتے ہیں لیکن اتنا شور کہیں نہیں مچا، اس انداز سے احتجاج کہیں نہیں ہوتا کیونکہ ہر ملک کی اپنی پالیسیاں، اپنے اندرونی اور داخلی معاملات ہوتے ہیں اور ہر ملک قیام امن، ملکی سلامتی اور داخلی استحکام کے لئے جو اقدامات مناسب سمجھتا ہے وہ اٹھاتا ہے لیکن اس پر دنیا بھر میں ایسا ردعمل دیکھنے میں نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہوگا جہاں باغیوں کو، دہشت گردوں کو اور فساد فی الارض کا ارتکاب کرنے والوں کو سزائیں نہ دی جاتی ہوں اور ان کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے توڑ کی کوشش نہ کی جاتی ہو لیکن کوئی کسی دوسرے ملک پر انگلی نہیں اٹھاتا۔ کیا خود ایران میں سزائے موت نہیں ہوئی، پھانسیاں نہیں دی گئیں، مجھے بتایا گیا کہ گزشتہ برس آٹھ سو (۸۰۰) سے زائد لوگوں کو صرف ایران میں پھانسی دی گئی، ان کی تصاویر سوشل میڈیا پر گردش کر رہی ہیں، ہوسکتا ہے اعداد وشمار میں کوئی کمی بیشی ہو لیکن پھانسیوں اور سزائے موت سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن ان پھانسیوں پر تو کہیں اتنا واویلا نہیں ہوا لیکن جب سعودی عرب میں کچھ دہشت گردوں اور باغیوں کو پھانسی دی گئی تو اس پر جو ردعمل ایران کی طرف سے سامنے آیا اس نے اس معاملے میں شدت پیدا کر دی، ایران نے صرف ایران میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے کئی ممالک میں اپنے مدتوں کی محنت اور بھاری سرمائے سے تیار کی گئی لابی کو متحرک کر کے احتجاج کروایا اور پھر یہ احتجاج بدقسمتی سے پُرامن نہیں رہا بلکہ پرتشدد احتجاج کی شکل اختیار کر گیا۔ تہران اور مشہد میں جس انداز سے سعودی سفارت خانوں کو نشانہ بنایا گیا اس نے جلتی پر تیل کا کام کیا اس طرزعمل کی ہم نے بھی مذمت کی اور ہر ذی شعور شخص نے اس مذمت کی، یہ معاملہ ہی ایسا ہے کہ جس کی مذمت کی جانی چاہیے کیونکہ یہ سراسر بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی اور کھلی دہشت گردی ہے۔

اس صورت حال میں بجائے اس کے کہ حقیقی مرض کی تشخیص کر کے اس کے علاج اور تدارک کا کوئی بندوبست کیا جائے الٹا یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام دشمنوں کی سازش ہے، یہ اسرائیل اور عالمی طاقتوں کی کارستانی ہے۔ ہوگی اور یقیناً ہوگی

لیکن سوال یہ ہے کہ سازش کے اس خاکے میں رنگ تو ہم خود بھر رہے ہیں، اس سازش کا حصہ ہم خود بن رہے ہیں، اگر ہم مسئلے کی جڑ تک پہنچنا چاہیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ بعض ممالک کے توسیع پسندانہ عزائم اور دوسرے ممالک کے داخلی معاملات میں غیر ضروری مداخلت اس کشمکش کی بنیادی وجہ ہے ۔ہمارے ایک پڑوسی ملک میں آنے والے انقلاب سے قبل دنیا میں ہمیں ایسی کوئی کشاکش نظر نہیں آتی لیکن جب اس انقلاب کو دوسرے ملکوں میں برآمد کرنے کی کوشش کی گئی، توسیع پسندانہ طرز عمل اپنایا گیا تو اس کے نتیجے میں حالات ابتر سے ابتر ہوتے چلے گئے۔

اس وقت پاکستان ایک عجیب دوراہے پر کھڑا ہے ۔پاکستان کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ اس صورتحال میں کیا حکمت عملی اپنائی جائے۔ہمیں کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قبل اس بات کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے کہ سعودی عرب پاکستان کا محسن ملک ہے، اس نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے، خواہ وہ قدرتی آفات ہوں، خواہ وہ پاکستان کا ایٹمی پلانٹ ہو خواہ وہ پاکستان پر بین الاقوامی پابندیاں ہوں ، ہمیشہ سعودی عرب پاکستان کے ساتھ کھڑا دکھائی دیتا ہے ۔پاکستان کے لاکھوں لوگوں کا روزگار سعودی عرب سے وابستہ ہے، حرمین شریفین کی وجہ سے پوری امت مسلمہ کے جذبات سعودی عرب کے ساتھ ہیں اور سعودی عرب کے امن وسلامتی کی پوری دنیا کے مسلمانوں کو ضرورت ہے، کیونکہ ہر مسلمان نے حرمین شریفین جانا ہے، ہر مکتبہ فکر اور ہر ملک کے باشندوں نے جانا ہے اس لئے اگر سعودی عرب کا امن متاثر ہوگا، سعودی عرب کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی کوشش کی جائے گی اور سعودی عرب میں کسی قسم کا انتشار یا خلفشار برپا کیا جائے گا تو اس کے اثرات بد پوری امت مسلمہ پر پڑیں گے۔اس لئے سعودی عرب کا معاملہ خاصا مختلف ہے اور پھر صرف سعودی عرب کی بات نہیں پوری عرب دنیا اور پورا عالم اسلام ایک موقف اپنا چکا ہے تیس سے زائد ممالک کا مشترکہ فوجی اتحاد تشکیل پا چکا ایسے میں ہمیں پاکستان کا مفاد دیکھنا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ عساکر پاکستان نے جس طرح عالم اسلام کی اکثریت کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا اور پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت نے جس طرح حرمین شریفین کے دفاع کے عزم کا اظہار کیا یہ انتہائی دانشمندانہ فیصلہ ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو مزید آگے بڑھ کر اپنا قائدانہ کردار ادا کرنا چاہیے، اس وقت دنیا کی نظریں ترکی اور پاکستان پر لگی ہوئی ہیں ان دونوں ممالک پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر کل جماعتی قومی کانفرنس طلب کی جائے جس میں پاکستان کی مذہبی ،سیاسی اور عسکری قیادت سر جوڑ کر بیٹھے اور اس مسئلے کا حل سوچے ۔خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت مذہبی قیادت پر سب سے بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مذہبی قائدین اور علماء وذاکرین کوشش کریں کہ اس کشمکش کی بنیاد پر کم از کم پاکستان میں فرقہ واریت کو ہوا نہ دی جائے۔

ہمارے ہاں رفتہ رفتہ یہ سوچ پروان چڑھ رہی ہے کہ جو آدمی ہمارے فرقے ، مسلک اور مذہب کا ہے اسے ہزار اور لاکھ قتل بھی معاف ، وہ دہشت گرد نہیں بلکہ امن پسند ہے اور دوسرے فرقے ، مسلک اور مذہب کا آدمی کیسا ہی کیوں نہ ہو وہ دہشت گرد ہی ہے ،ہمیں یہ سوچ تبدیل کرنی ہوگی اور یہ طے کرنا ہوگا کہ ہر دہشت گرد دہشت گرد ہے ، باغی باغی ہے خواہ وہ حوثی ہو خواہ وہ داعش ہو یا کوئی بھی ہو۔ جب ہم دہشت گردوں کو دہشت گرد سمجھیں گے ، جب ہم ہر سطح پر غیر ملکی مداخلت کی نفی اور مذمت کریں گے ،جب سب مل کر شر پسند عناصر کو توسیع پسندی سے باز رکھنے کی کوشش کریں گے تب ہی انصاف ہو سکے گا اور عالم اسلام کو موجودہ بحرانی کیفیت سے نجات دلائی جا سکے گی ۔ علمائے کرام، مذہبی قیادت، سیاسی قیادت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر سطح پر کوشش کریں کہ اس کشمکش کو انصاف اور عدل کی نگاہ سے پیش کیا جائے مسلک اور نظریے کی بنیاد پر نہ پیش کیا جائے، دوسرے ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کو شیعہ سنی لڑائی کا نام نہ دیا جائے اور خاص طور پر پاکستان اپنے بہتر مستقبل اور اپنے مفاد میں کوئی بھی فیصلہ کرنے کے لئے کسی شیعہ سنی

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

بیزی کا پابند رہے۔

بعض لوگوں کی طرف سے سعودی عرب میں کچھ دہشت گردوں اور باغیوں کی پھانسی پر احتجاج کے درست ہونے کے لئے مزارات کے انہدام کے موقع پر کئے جانے والے احتجاج کو بنیاد بنایا جاتا ہے جو انتہائی افسوسناک ہے کہ کہاں ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کے مزارات کا معاملہ اور کہاں دہشت گردوں اور باغیوں کی وکالت ان دونوں معاملات میں کوئی جوڑ نہیں ۔ کچھ لوگ پھانسیوں اور سزائے موت کے خلاف سراپا احتجاج ہیں ان سے پوچھا جانا چاہیے کہ کیا سعودی عرب کی موت سزائے موت ہوتی ہے اور وہاں کی پھانسی ہی انسانوں کی جان لیتی ہے دیگر ممالک کی سزائے موت پر خاموشی کیوں اختیار کی جاتی ہے اور دیگر ممالک میں پھانسی کے پھندوں پر جھولتی نعشیں جن میں بہت سی نعشیں پاکستانیوں کی بھی ہوتی ہیں ان کو دیکھ کر آنکھیں کیوں موندھ لی جاتی ہیں؟

اس وقت کا ایک اور المیہ یہ ہے وہ لوگ جو بظاہر وحدت و اخوت کے راگ الاپتے ہیں، دوسروں کو غیر جانبداری کے درس دیتے ہیں، جو دوسروں کو تو یہ کہتے ہیں کہ حقیقت پسند بنو، مسلک سے بالاتر ہو کر بات کرو، لیکن ان کی خود اپنی گفتگو حقیقت پسندی پر مبنی نہیں ہوتی، ان کی اپنی گفتگو کے ایک ایک لفظ اور ہر ہر حرف سے یہ اندازہ ہو رہا ہوتا ہے کہ وہ مسلک کی بنیاد پر ہی وکالت کر رہے ہیں، اپنے فرقے کی ترجمانی کر رہے ہیں اور اپنے محسن ممالک کا دفاع کر رہے ہیں۔ آپ ٹی وی مباحثوں اور مذاکروں میں ہونے والی گفتگو سے خود اندازہ لگالیں تو آپ کو قول وفعل کا تضاد واضح نظر آئے گا، دوسروں کو مسلک سے بالاتر ہونے کی تلقین کرنے والے بدترین مسلکی تعصب کا مظاہرہ کرتے دکھائی دیں گے۔

اس وقت دنیا میں جو شیعہ سنی صورت حال ہے یا پاکستان میں جو قتل و غارت گری ہے ہمیں ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچنا ہوگا کہ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس کے محرکات کیا ہیں؟ اس کے عوامل کیا ہیں؟ ہم جب ردعمل کو دیکھتے ہیں تو عمل کو بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا پاکستان اور عالم اسلام کے اکثر ممالک بعض ممالک کے توسیع پسندانہ عزائم کی زد میں نہیں ہیں؟ کیا وہ اپنے افکار ونظریات اور مسلک کو دوسرے ملکوں میں پروموٹ کرنے کی کوشش نہیں کر رہے؟ کیا پاکستان اور دیگر کئی ملکوں کے اندر قابل اعتراض لٹریچر اور اسلحہ نہیں بھیجا گیا؟ کیا مختلف انداز سے مداخلت نہیں کی جا رہی؟ یہ بات اپنی جگہ بالکل درست اور ناقابل انکار حقیقت ہے کہ شیعہ تنظیموں اور شیعہ افراد کے رابطے ایران کے ساتھ ہوتے ہیں اور دوسری طرف کے لوگوں کے سنی ممالک کے ساتھ رابطے ہوتے ہیں، ہمیں ایک غیر جانبدارانہ اور منصفانہ تجزیہ کرتے ہوئے اپنے ماحول کو بہتر رکھنے کے لئے حکمت عملی وضع کرنا ہوگی لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ ہم انصاف کی نظر سے دیکھیں، فریق بن کر نہیں رفیق بن کر سوچیں، ہم زبان سے تو کہیں کہ رفیق ہیں، تجزیہ ہمارا ایسا ہو جو فریق ہونے کی دلیل ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ منصفانہ نہیں ہوگا۔ آج کسی کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونکی جاسکتی، دنیا سب کچھ دیکھ رہی ہے کہ کس کے کیا عزائم ہیں؟ کیا صورت حال ہے؟ اور کن بنیادوں پر اقدامات اٹھائے جاتے ہیں اور کن اصولوں پر پالیسیاں تشکیل دی جاتی ہیں؟۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس کشیدگی کو ہر سطح پر کم کرنے کی کوشش کریں۔ ہم تحمل اور برداشت اور رواداری کو فروغ دیں۔ آج دشمن نے جو آگ لگائی ہے ہم اپنے وطن اور اپنی سوسائٹی اور معاشرے کو اس آگ سے بچانے کی کوشش کریں۔

ہم اس آگ کو بجھانے والے لوگ ہیں، آگ لگانے والے لوگ نہیں ہے۔ ہم تو سب کا احترام کرتے ہیں، سب کو مانتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ دشمن اور طاغوتی طاقتوں کی سازشیں تب ناکام ہوں گی جب ہمارے درمیان اتحاد ہوگا اور اتحاد محض زبانی نہیں بلکہ عملی ہوگا، ہم میں سے جو لوگ وحدت کا اعلان اور دعوی کرتے ہیں، مگر ان کا عمل وحدت کا نہیں افتراق امت کا باعث بن رہا ہے، ہمیں اس سے گریز کرنا ہوگا اور امن واستحکام اور بھائی چارے کو فروغ دینے اور پرامن بقائے باہمی یعنی جیو اور جینے دو کی پالیسی کو رواج دینے کی کوشش کرنی ہوگی۔ ☆☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

قادیانیوں کا ایک مغالطہ!

مولانا زاہد الراشدی

جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں کافی عرصہ سے ماہانہ اصلاحی بیان کا معمول ہے جس میں طلبا سے تعلیمی، اخلاقی، فکری یا مسلکی حوالہ سے کسی موضوع پر مختصر گفتگو ہوتی ہے۔ ۱۱ر جنوری کو اس کے ساتھ ساتھ جامعہ کے سہ ماہی امتحانات میں مختلف شعبوں کے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا میں انعامات کی تقسیم کا پروگرام بھی تھا، اس موقع پر جو گفتگو ہوئی اس کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ: آج آپ حضرات سے عام طور پر قادیانیوں کی طرف سے پھیلائے جانے والے ایک مغالطہ کے بارے میں گفتگو کرنا چاہوں گا۔ قادیانی حضرات کا کہنا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مستقل نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے، مگر یہ بات محض ایک مغالطہ ہے اور میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تین اشخاص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یمامہ کے مسیلمہ کذاب، بنو اسد کے طلیحہ بن خویلد اور یمن کے اسود عنسی نے خود کو نبی کے طور پر پیش کیا اور ان کے گرد اچھے خاصے لوگ جمع ہو گئے تھے، جبکہ ایک خاتون سجاح بھی نبوت کی دعویدار تھی۔

ان میں سے اسود عنسی اور طلیحہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسود عنسی نے صنعاء میں آپؐ کے مقرر کردہ گورنر کو شہید کر کے یمن کی حکومت پر قبضہ کر لیا تھا، جبکہ طلیحہ بن خویلد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمانڈر حضرت ضرار بن ازورؓ کے مقابلہ میں جنگ لڑی تھی۔ لیکن مسیلمہ کا دعویٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مستقل نبوت کا نہیں تھا بلکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کے بعد ان کی پیروی میں نبی ہونے کا دعویدار تھا، وہ اپنے ماننے والوں سے پہلے ''محمد رسول اللہ'' کا اقرار کرواتا تھا پھر اس کے بعد اپنی نبوت و رسالت کی بات کرتا تھا، ختم نبوت کے پہلے شہید حضرت حبیب بن زید انصاریؓ کو جب مسیلمہ نے شہید کیا تو پہلے یہ پوچھا تھا کہ کیا وہ حضرت محمد ﷺ کو رسول مانتے ہیں اور پھر سوال کیا تھا کہ اس کے بعد کیا مجھے بھی اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہو؟ حبیب بن زیدؓ نے مسیلمہ کو رسول تسلیم کرنے سے انکار کیا تو مسیلمہ نے انہیں شہید کرا دیا۔

بخاری شریف کی روایت کے مطابق مسیلمہ کذاب کے دو قاصد خط لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو خط کا عنوان یہ تھا کہ: ''من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ'' یعنی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کرتے ہوئے ان سے خطاب کر رہا ہے۔ ان دو قاصدوں سے آپؐ نے دریافت کیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ مانتے ہیں اور پھر مسیلمہ کو بھی رسول تسلیم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض روایات کے مطابق کلمہ کے ساتھ ساتھ ان کی اذان کی ترتیب بھی یہی تھی کہ پہلے اشہد ان محمد رسول اللہ اور پھر اشہد ان مسیلمۃ رسول اللہ کہا جاتا تھا۔ مسیلمہ کا دعویٰ یہ تھا جو اس نے اپنے خط میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا: انی اشرکت معک فی الامر ''کہ مجھے کار نبوت میں آپ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے اور میں مستقل اور مقابل ہونے کی بجائے ''شریک نبی'' ہوں۔ اس خط میں اس نے یہ شکوہ بھی کیا کہ قریشی حضرات سخت مزاج ہیں جو کسی دوسرے کا حق تسلیم نہیں کرتے۔ اس خط کا اور اس کو لانے والے دو قاصدوں کا واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے جسے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے روایت کیا ہے۔

ایک موقع پر مسیلمہ خود ایک بڑے وفد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ براہ راست مذاکرات کئے، وہ اپنے ساتھ یہ پیشکش لے کر آیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مسیلمہ کو اپنا جانشین نامزد کر دیں اور اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر علاقے تقسیم کر لیں۔ اس کا کہنا تھا کہ: ''لنا وبر و لک مدر'' یعنی شہری علاقوں کے رسول آپ رہیں اور دیہاتی اور صحرائی علاقے مسیلمہ کے سپرد کر دیں۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کی اس پیشکش کے جواب میں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی کہ: ''ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ'' زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔ یعنی خلیفہ نامزد کرنا یا شہری اور دیہاتی علاقوں کی تقسیم اللہ تعالیٰ کا کام ہے، وہ جیسے چاہیں گے فیصلہ کریں گے اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھجور کی ٹہنی دکھا کر مسیلمہ سے کہا کہ میں تو تمہیں یہ ٹہنی دینے کا روادار بھی نہیں ہوں۔ چنانچہ مسیلمہ اپنے وفد کے ساتھ ناکام واپس لوٹ گیا۔

یہ سارے شواہد اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مسیلمہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مستقل نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ آپ کو رسول اللہ تسلیم کرتے ہوئے آپ کی پیروی میں خود کو شریک اور معاون نبی کے طور پر پیش کیا تھا، اس کا تقاضا مستقل نبوت تسلیم کرانے کا نہیں بلکہ نبوت میں شراکت کا تھا اور وہ اس شراکت کو تسلیم کیے جانے کی صورت میں مکمل وفاداری اور اطاعت کا اظہار کر رہا تھا، مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعوے کو تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ مسیلمہ کو کذاب کا ایسا خطاب دیا جو آج تک اس کے نام کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ بھی اسی نوعیت کا تھا اور مرزا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کے دعویٰ کے ساتھ خود کو متعارف کرانے کی کوشش کی تھی۔

چنانچہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کے اس دعوے کو مسترد کر دیا تھا، مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے کو بھی پوری امت مسلمہ نے متفقہ طور پر مسترد کر دیا، اس لئے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل یا غیر مستقل کسی طرح کی نبوت کا کوئی امکان نہیں ہے اور یہی چودہ سو سال سے امت کا اجماعی عقیدہ چلا آ رہا ہے۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۵؍جنوری ۲۰۱۶ء)

جھوٹ بے نقاب، جھوٹے بھی

انصار عباسی

سوات میں لڑکی کو کوڑے مارنے کی ویڈیو جعلی نکلی، سپریم کورٹ نے از خود نوٹس کیس نمٹا دیا۔ سپریم کورٹ میں یہ کارروائی گزشتہ روز ۱۳؍جنوری کو ہوئی، لیکن عمومی طور پر میڈیا نے یا تو شرماتے شرماتے اس خبر کو نشر شائع کیا یا یہی بہتر سمجھا کہ اس خبر کو پی ہی لیا جائے، کچھ بڑے بڑے اخبارات نے اس کو شائع کرنا ہی گوارا نہ سمجھا۔ اس خبر کے ساتھ میڈیا کے ایسے رویے کی وجہ صحافتی اصول تو یقیناً نہیں ہو سکتے لیکن شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ میڈیا اس ویڈیو کو آج جھوٹا کس طرح لکھے یا بتائے جس کو کئی ہفتوں تک ایک سچ کے طور پر وہ پیٹ پیٹ کر پوری دنیا کے سامنے پیش کرتا رہا اور جس کے نتیجے میں سوات میں ملٹری آپریشن کا راستہ ہموار ہوا۔ ایک ویڈیو جس نے پوری دنیا میں پاکستان کو بدنام کیا، ایک ویڈیو جس نے سوات کے امن معاہدے کو تباہ و برباد کیا، ایک ویڈیو جس کے بہانے مغرب زدہ موم بتی بریگیڈ نے اسلامی سزاؤں کو ہی نشانہ بنایا، ایک ویڈیو جس نے کئی این جی اوز کو مالا مال کر دیا، ایک ویڈیو جس کی بنا پر ریٹنگ کے بھوکے ٹی وی چینلز اور اینکرز ایک لمبے عرصہ تک قوم کو بے وقوف بناتے رہے، وہ جعلی نکلی۔ وہ جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئی، لیکن نہ کسی اخبار میں شہ سرخی چھپی اور نہ ہی کسی چینل میں اس کو لیڈ اسٹوری کے طور پر لیا گیا۔ خبر ایسے دی گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ کسی اینکر نے اس خبر پر ٹاک شو بھی نہ کیا، ہو سکتا ہے کہ بہت سے اُس شرمندگی سے بچنا چاہتے ہوں جس کا اُن کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد سامنا ہے۔ وجہ جو بھی ہو، یہ خبر جتنی بھی چھوٹی شائع کی گئی لیکن اس خبر نے میڈیا کے کھوکھلے پن کو بے نقاب کر دیا۔ ایسا بھی نہیں کہ پہلے اس ویڈیو کے جعلی ہونے کا کسی کو علم نہ تھا۔ ۲۰۰۹ء میں جب یہ ویڈیو سامنے آئی تو اسی وقت اس کے جعلی ہونے کے بارے میں بھی شواہد آنے لگے بلکہ اُس وقت کی صوبائی حکومت کے چیف سیکریٹری نے سپریم کورٹ میں پیش ہو کر بھی اس ویڈیو کے جعلی ہونے کی بات کی لیکن اس بات کو دبایا گیا اور اس جھوٹ کو مسلسل اچھالا گیا جس نے پُرامن ذرائع سے سوات کا مسئلہ حل کرنے کی سنجیدہ کوشش کو سبوتاژ کیا۔ یہ کوئی غیر ملکی سازش تھی یا نہیں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا، لیکن کتنا اچھا ہوتا کہ اس جھوٹ کا پول کھلنے کے بعد سپریم کورٹ یہ حکم صادر فرما دیتی کہ حکومت کھوج لگائے کہ اس جعلی ویڈیو کے پیچھے کون کون شامل تھا اور ان کے مقاصد کیا تھے، کس نے کتنا پیسہ بنایا۔ جمعرات کو جنگ میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق عدالت عظمیٰ نے سوات میں طالبان کی جانب سے ایک خاتون کو بغیر محرم گھر سے نکلنے کی پاداش میں کوڑے مارنے سے متعلق از خود نوٹس کیس کی سماعت کے دوران سوات پولیس کی جانب سے ویڈیو فلم کو جعلی اور بے بنیاد قرار دیے جانے کی بنا پر کیس کو نمٹا دیا۔ خبر کے مطابق ڈی پی او سوات نے اپنی رپورٹ میں مبینہ واقعہ پر تفتیش سے آگاہ کیا جس میں بتایا گیا کہ چاند بی بی نامی خاتون اور اس کے خاوند کا ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶۴ کے تحت بیان بھی قلم بند کروایا گیا جس میں انہوں نے ایسے کسی بھی واقعہ کے رونما ہونے کی تردید کی ہے جبکہ اس حوالے سے پولیس کو اور بھی کسی قسم کا کوئی ثبوت نہیں ملا جس پر ایف آئی آر ختم کر دی گئی ہے۔

۲۰۰۹ء میں جب اس ویڈیو کو نشر کیا گیا تو ٹی وی چینلز نے بغیر کسی تحقیق کے اس جھوٹ کو ایک سچ کے طور پر نہ صرف پیش کیا بلکہ اس کے بہانے موم بتی بریگیڈ کے کچھ نمائندوں کو ٹی وی پر آ کر اسلامی سزاؤں کو ہی نشانہ بنانے کا موقع فراہم کیا، کچھ ایسے ہی تبصروں کو سن کر میں نے اس وقت جیو نیوز پر اپنی بات کی، اس ویڈیو کے اصل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ سوال اٹھایا کہ کیا واقعی یہ سزا سوات میں قائم نئے نظام کا نتیجہ تھی یا نہیں، کیا سزا کے لئے متعین اسلامی شرائط کو پورا کیا گیا یا نہیں؟ میں نے اپنے تبصرہ میں کہا کہ اگر تمام اسلامی اصولوں اور شرائط کو پورا کیا گیا تو پھر اسلامی سزاؤں کو کیوں نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس موقع پر میں نے سورۃ النور کی ابتدائی چند آیات کا اردو ترجمہ سنایا جن میں بدکاری کرنے والے مرد اور عورت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کوڑوں کی سزا کا حکم دیا اور شہادت کے بارے میں اصول وضع فرمائے۔ میرا نکتہ یہ تھا کہ اس ویڈیو جس کی حقیقت سے ہم واقف نہیں اس کے بہانے اسلامی سزاؤں کو بُرا بھلا مت کہیں۔ جیسے ہی میں نے یہ کہا مجھے انتہائی سخت ردعمل ملا۔ مجھے گالیاں دی گئیں، مجھ پر الزام لگایا گیا کہ میں نے سوات میں طالبان کی طرف سے خاتون کو کوڑے مارنے والے ظلم کی حمایت کی حالانکہ میں نے اس شدید اور یکطرفہ پروپیگنڈا کے بیچ صرف اللہ تعالیٰ کی بات کی جس پر مجھے تمام تر مخالفت، گالیوں کے باوجود اس وقت بھی فخر تھا اور آج بھی میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے میرے رب نے وہ بات کرنے کی توفیق دی۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۵؍جنوری ۲۰۱۶ء)

مرتد و زندیق کے شرعی احکام!

آخری قسط

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

فقہ مالکی کی کتاب ”مواہب الجلیل شرح مختصر الخلیل“ میں ہے:

”الزندیق وھو من یظھر الاسلام ویسر الکفر فاذا ثبت علیه الکفر لم یستتب ویقتل ولو أظھر توبته لأن اظھار التوبة لا یخرجه عما یبدیه من عادته ومذھبه فان التقیة عند الخوف عین الزندقة أما اذا جاء بنفسه مقرًا بزندقته ومعلنا توبته دون أن یظھر علیه فتقبل توبته۔“ (مواہب الجلیل، ج:۶، ص:۲۸۲ بحوالہ التشریع الجنائی الاسلامی، ج:۲، ص:۷۲۴)

ترجمہ:... ”زندیق وہ شخص ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس جب اس کا کفر ثابت ہوجائے تو اس سے توبہ نہیں لی جائے گی، بلکہ اسے قتل کیا جائے گا، خواہ وہ توبہ کا اظہار کرے، کیونکہ توبہ کا اظہار اس کو اس کی اس عادت و مذہب سے نہیں نکالتا جس کو وہ ظاہر کیا کرتا ہے، کیونکہ خوف کے وقت بچاؤ کے لئے توبہ کا اظہار عین زندقہ ہے۔ البتہ اگر وہ گرفتار ہوئے بغیر خود آکر اپنے زندقہ کا اقرار کرے اور توبہ کا اعلان کرے، تو اس کی توبہ قبول کی جائے (اور اس سے قتل کی سزا ساقط ہوجائے گی)۔“

فقہ شافعی کی کتاب المجموع شرح المہذب میں ہے:

”المرتد اذا أسلم ولم یقتل صح اسلامه سواء كانت ردته الیٰ كفر متظاهر به أهله كاليهودية والنصرانية وعبادة الأصنام أو الیٰ کفر يستتر به أهله كالزندقة، والزنديق هو الذي يظهر الاسلام ويبطن الكفر فمتى قامت بينة أنه تكلم بما يكفر فانه يستتاب وان تاب والا قتل، فان استتيب فتاب قبلت توبته، وقال بعض الناس: اذا أسلم المرتد لم يحقن دمه بحال لقوله صلى الله عليه وسلم: ”من بدل دينه فاقتلوه“ وهذا قد بدل. وقال مالك وأحمد واسحاق: لا تقبل توبة الزنديق ولا يحقن دمه بذلك وهو احدى الروايتين عن أبي حنيفة والرواية الأخرى كمذهبنا۔“ (المجموع شرح المہذب، ج:۱۹، ص:۲۳۳)

ترجمہ:... ”مرتد جب مسلمان ہوجائے اور اسے قتل نہ کیا جائے تو اس کا اسلام صحیح ہے، خواہ وہ ایسے کفر کی طرف مرتد ہوا ہو جس کو اس مذہب کے لوگ ظاہر کرتے ہیں جیسے یہودیت، نصرانیت، بت پرستی۔ خواہ اس کا ارتداد ایسے کفر کی طرف ہوا ہو جس کو اس مذہب کے لوگ چھپاتے ہیں، جیسے زندقہ۔ اور زندیق وہ ہے جو اسلام کا اظہار کرتا ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، پس جب اس پر شہادت قائم ہوجائے کہ اس نے کلمۂ کفر بکا ہے تو اس سے توبہ کے لئے کہا جائے گا، اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک، ورنہ اس کو قتل کردیا جائے۔ اگر اس سے توبہ لی گئی اور اس نے توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ جب مرتد مسلمان ہوجائے تو اس کا خون محفوظ نہیں ہوتا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

ارشاد ہے کہ: ''جو شخص اپنے دین کو بدل لے یعنی مرتد ہوجائے، اس کو قتل کردو۔'' اور اس نے دین بدل لیا تھا۔ امام مالکؒ، امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔''

اور فقہ شافعی میں بھی ایک قول یہ ہے کہ جو شخص کفرِ خفی کی طرف مرتد ہوجائے اس کی توبہ قبول نہیں، جیسے زنادقہ اور باطنیہ۔

امام نوویؒ منہاج میں لکھتے ہیں:

''وقیل لا یقبل اسلامہ، ان ارتد الیٰ کفر خفی کزندقة وباطنیة۔''

(نہایۃ المحتاج شرح المنہاج، ج:۷، ص:۳۹۹)

ترجمہ:... ''اور ایک قول یہ ہے کہ مرتد کا اسلام قبول نہیں کیا جائے گا، اگر اس نے کفرِ خفی کی طرف ارتداد اختیار کیا ہو، مثلاً اس نے زندقہ یا باطنیت اختیار کرلی ہو۔''

فقہ حنبلی کی کتاب المغنی اور الشرح الکبیر میں ہے:

''اذا تاب (المرتد) قبلت توبته ولم یقتل أی کفر کان وسواء کان زندیقًا ویستتر بالکفر أو لم یکن وھذا مذھب الشافعی والعنبری، ویروی ذلک عن علی وابن مسعود وھو احدی الروایتین عن أحمد واختیار أبی بکر الخلال وقال انه أولیٰ علیٰ مذھب أبی عبدالله، والروایة الأخریٰ: لا تقبل توبة الزندیق ومن تکررت ردته وھو قول مالک واللیث واسحاق وعن أبی حنیفة روایات کھاتین واختیار أبوبکر أنه لا تقبل توبة الزندیق۔'' (المغنی، ج:۱۰، ص:۷۸، الشرح الکبیر، ج:۱۰، ص:۸۹)

ترجمہ:... ''مرتد جب توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور قتل نہیں کیا جائے گا، خواہ اس نے کوئی سا کفر اختیار کیا ہو، خواہ زندیق ہو اور کفر کو چھپاتا ہو، یا زندیق نہ ہو۔ یہ امام شافعیؒ اور عنبریؒ کا مذہب ہے، اور یہ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے، اور یہی ایک روایت امام احمدؒ سے ہے، ابوبکر خلالؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے، اور کہا ہے کہ امام احمدؒ کے مذہب میں یہی روایت راجح ہے۔ دُوسری روایت یہ ہے کہ زندیق اور جو شخص بار بار مرتد ہوتا ہو، اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔''

یہی قول ہے امام مالکؒ، امام لیثؒ اور امام اسحاقؒ کا، اور امام ابوحنیفہؒ سے دونوں طرح کی روایتیں ہیں، اور ابوبکرؒ کے نزدیک مختار یہی ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔''

خلاصۂ بحث:

ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

☆:... جو شخص خود قادیانیت کی طرف مرتد ہوا ہو، وہ مرتد بھی ہے اور زندیق بھی۔

☆:... اس کی صلبی اولاد بھی اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے حکماً مرتد ہے اور زندیق بھی۔

☆:... اس کی اولاد کی اولاد مرتد نہیں، بلکہ خالص زندیق ہے۔

☆:... مرتد اور زندیق دونوں واجب القتل ہیں، دونوں سے مناکحت باطل اور دونوں کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔ اس لئے کسی قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں حلال نہیں۔

قادیانیوں کے معاملے میں اِشکال کی وجہ:

قادیانی اُمت دجل و تلبیس کے فن میں ماہر ہے۔ وہ عام مسلمانوں کے سامنے اپنے اصل عقائد کا اظہار نہیں کرتے، بلکہ اپنی تقریر و تحریر میں مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ: ''ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی بنیادی اِختلاف نہیں، بس ذرا سا اِختلاف ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک مہدی ابھی آنے والا ہے، اور قادیانیوں کے نزدیک جس کو آنا تھا، وہ آگیا، اس نکتے کے سوا ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔'' قادیانیوں کے اس دجل و تلبیس سے نہ صرف عام مسلمانوں کو قادیانیوں کی اصل حقیقت کا سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے، بلکہ وہ اہلِ علم، جنھوں نے قادیانی لٹریچر کا گہرا مطالعہ نہیں کیا، وہ اِشکال اور تذبذب کا شکار ہوجاتے ہیں۔ لیکن جن حضرات نے قادیانی لٹریچر کا بغور مطالعہ کیا ہو، اور انہیں قادیانیوں سے گفتگو اور بحث و مناظرے کا موقع ملا ہو، ان کے سامنے یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوجاتی ہے کہ:

☆:... قادیانیت، اِسلام کے متوازی ایک مستقل دین و مذہب ہے۔

☆:... قادیانی نبوت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایک نئی متوازی نبوت ہے۔

☆:... قادیانیوں کے نزدیک محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ اور شریعت منسوخ ہیں، اور نبوتِ محمدیہ کو ماننے اور محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے سب کافر ہیں۔

اس لئے اسلام اور قادیانیت کا اختلاف چند مسائل یا نکات کا اِختلاف نہیں، بلکہ قادیانیت نے نبوتِ محمدیہ کے بالمقابل ایک نئی نبوت، شریعتِ محمدی کے مقابلے میں ایک نئی شریعت، اور اِسلام کے مقابلے میں ایک نیا دین تصنیف کیا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆..........☆☆

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

قسط:۱۸

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

’’وان ما حرم: ای والحال ما حرم رسول اللّٰہ کما حرم اللہ‘‘یعنی رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے اسی طرح چیزیں حرام ہوئی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے،لہٰذا حضور ﷺ کی ذات حقیقت میں اسی طرح شارع ہے جس طرح اللہ تعالیٰ شارع ہے:’’وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی: اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی‘‘واضح آیت ہے۔

’’الا لا یحل‘‘یہاں سے ان اشیاء کا بیان شروع کیا گیا ہے جن کی حرمت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہے اور قرآن کریم میں نہیں ہے،یہ کل چار چیزیں ہیں:

۱:-پالتو گدھا......نہ کہ وحشی گدھا کیونکہ وہ صحرائی ہے اور حلال ہے،جس کو زیبرا کہتے ہیں۔اب پالتو گدھے کی حرمت کا حکم حدیث میں ہے،قرآن کریم میں نہیں ہے۔

۲:-ذی ناب.....یعنی ڈاڑھوں اور کچلی سے شکار کرنے والے جانوروں کی حرمت کا ذکر قرآن میں نہیں ہے،احادیث میں ہے۔

۳:-معاہد کا لقطہ استعمال کرنا،معاہد یا ذمی ہوتا ہے اور یا حلیف کافر ہوتا ہے۔دونوں کے لقطہ کا حکم ایک ہے جو قرآن میں نہیں ہے،حدیث میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر ذمی مسلمان کا لقطہ استعمال کرنا بطریق اولیٰ حرام ہے۔ہاں!معمولی چیز جو کوئی خود ہی پھینک دے یا گرنے کے بعد اس کے اٹھانے کی ضرورت محسوس نہ کرے وہ مستثنیٰ ہے۔

۴:-ومن نزل :یہ چوتھی چیز ہے کہ کوئی مسلمان کسی قوم پر اتر آیا تو اس قوم پر ان کی ضیافت واجب ہے،ورنہ ضیف اپنی ضیافت کی مانند ان لوگوں سے اس کا عوض لے لے۔اس سے ذمی لوگ مراد ہیں جن پر بطور جزیہ مجاہدین کو کھانا کھلانا مقرر کیا گیا ہو،اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے،حدیث میں ہے۔

۳:......’’عن العرباض بن ساریۃ ؓ قال: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: اَیَحْسَبُ اَحَدُکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَظُنُّ اَنَّ اللّٰہَ لَمْ یُحَرِّمْ شَیْئًا اِلَّا مَا فِی الْقُرْاٰنِ؟ اَلَا وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَھَیْتُ عَنْ اَشْیَاءَ اِنَّھَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَکْثَرُ وَاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یُحِلَّ لَکُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِھِمْ وَلَا اَکْلَ ثِمَارِھِمْ اِذَا اَعْطَوْکُمُ الَّذِیْ عَلَیْھِمْ۔‘‘

(رواہ ابوداؤد،مشکوٰۃ ص:۲۹،ط:قدیمی)

’’حضرت عرباض بن ساریہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ (خطبہ کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ:کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے چھپر کھٹ پر تکیہ لگائے ہوئے یہ خیال کرتا ہے کہ خدا نے وہی چیزیں حرام کی ہیں جو قرآن میں ذکر کی گئی ہیں؟ خبردار!خدا کی قسم!بلاشک میں نے حکم دیا،میں نے نصیحت کی اور میں نے منع کیا چند چیزوں سے جو مثل قرآن کے ہیں،بلکہ زیادہ ہیں،بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نہ یہ حلال کیا کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں اجازت حاصل کیے بغیر چلے جاؤ اور نہ تمہارے لیے ان کی عورتوں کا مارنا حلال ہے اور نہ تمہارے لیے ان کے پھلوں کا کھانا جائز ہے،جب کہ وہ اپنا وہ مطالبہ ادا کردیں جو ان کے ذمہ تھا۔‘‘

’’او اکثر‘‘یہ’’او‘‘بمعنی’’بل‘‘ہے۔یہ شک کے لیے نہیں،بلکہ پہلی وحی سے متصل دوسری وحی آئی تو’’بل اکثر‘‘فرمایا۔علماء اصول نے لکھا ہے کہ احکام پر مشتمل قرآنی آیات پانچ سو ہیں اور اسی طرح احادیث بھی پانچ سو ہیں۔

’’ولا ضرب نسائھم‘‘اس سے مراد مفتوح قوم کی عورتوں کے مارنے کی ممانعت ہے۔نیز ان کے گھروں کی بے حرمتی کی ممانعت ہے،جیسا کہ عام فاتحین کی عادت ہوتی ہے۔

دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے احکام بہت سارے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں،لیکن احادیث سے ثابت ہیں،جس کی تفصیل حجیت حدیث کے ضمن میں گزرچکی ہے اور میں نے توضیحات میں بھی لکھ دی ہے۔

غامدی منشور کے اسی دفعہ میں غامدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

’’طلبہ کو بتایا جائے کہ بوحنیفہ وشافعی، بخاری ومسلم،اشعری وماتریدی اور جنید وشبلی سب پر اسی کی حکومت قائم ہے۔‘‘ (منشور ص:۱۶)

تبصرہ: سب سے پہلے تو میں قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ غامدی صاحب کے اس گستاخانہ اور متکبرانہ انداز کو دیکھ لیجئے کہ امام ابو حنیفہ ؒ کو کس حقارت کے ساتھ بوحنیفہ سے یاد کیا!امام شافعی ؒ کو کس انداز سے ذکر کیا!فقہائے کرام،محدثین،متکلمین اور صوفیائے کرام کا اس انداز سے ذکر کیا جس طرح کوئی شخص اپنے نابالغ بچوں کا

تذکرہ کرتا ہے۔ آخر میں حکم لگا دیا کہ سب پر قرآن کی حاکمیت اور حکومت ہونی چاہیے۔

میں غامدی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو کب پتہ چلا ہے کہ یہ فقہاء اور محدثین اور متکلمین اور صوفیائے کرام قرآن عظیم کی حکومت نہیں مانتے ہیں اور انہوں نے اس طرح درس دیا ہے کہ ان کے پیروکار سمجھنے لگے ہیں کہ ان پر قرآن حاکم نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ اپنا تو ایجاد دین بنا چکے ہیں اور اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور قرآن عظیم کو چھوڑ چکے ہیں۔ منکرین حدیث اور غیر مقلدین کی گفتگو کا یہی طریقہ ہے جس طریقہ سے غامدی صاحب نے قلم کی ایک جنبش سے سب کا صفایا کردیا اور بڑی معصومیت کے ساتھ قرآن کی آڑ لے کر فقہ وحدیث اور تصوف کا انکار کردیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ غامدی صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا کہ مقلدین حضرات قرآن کی حاکمیت کو نہیں مانتے ہیں یا محدثین و متکلمین اور صوفیاء اس مرض میں مبتلا ہیں۔ میں نے جو غامدی صاحب کے منشور کو دیکھا اور ان کی دیگر تصنیفات میزان، تبیان اور البرھان وغیرہ کو دیکھا تو مجھے تو بالکل واضح نظر آیا کہ قرآن عظیم کے کئی احکامات کے غامدی صاحب منکر ہیں اور کھل کر لکھ کر انکار کرتے ہیں۔ میں آئندہ سب کچھ واضح کرنا چاہتا ہوں، ابھی تو غامدی صاحب کے منشور پر گفتگو ہورہی ہے۔ غامدی صاحب سمجھتے ہوں گے کہ میں ہاتھ کی صفائی سے سب کچھ غلط سلط لکھ دوں گا اور کسی کو پتہ نہیں چلے گا، ان شاء اللہ! ایسا نہیں ہوگا، غامدی صاحب جس صورت میں آئیں گے ہم ان کو پہچان لیں گے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

ترجمہ: ''تم جس رنگ کا لباس پہن کر سامنے آنا چاہو آؤ! میں تمہارے قد وقامت کے انداز کو خوب جانتا ہوں۔

منشور کے اس دفعہ کے آخر میں غامدی صاحب لکھتے ہیں:

''اور اس کے خلاف ان میں سے کسی کی کوئی چیز بھی قبول نہیں کی جاسکتی ہے۔''

(منشور:۱۶)

تبصرہ:.....غامدی صاحب کا خیال ہے کہ ان فقہاء و محدثین و متکلمین و صوفیائے کرام کے کلام میں ایسی چیزیں ہیں جو قرآن کے خلاف ہیں، لہٰذا طلبہ کو بتا دینا چاہیے کہ قرآن کے خلاف کسی کی کوئی چیز قبول نہیں کی جاسکتی ہے۔ میں غامدی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ان حضرات کی کونسی چیزیں آپ کو مل گئیں ہیں جو قرآن کے خلاف ہیں؟ وہ ہمیں بھی بتا دیجیے، تاکہ ہم بھی ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو صرف بے مقصد طعن اور طنز کیوں کرتے ہیں؟ اور لوگوں کو ان کے اسلاف سے بدظن کیوں کرتے ہیں؟ آپ خود ان اکابرین کے بارے میں سوء ظن میں مبتلا ہو کر راہ راست سے بھٹک چکے ہیں اور شتر بے مہار بن کر ہدایت کی شاہراہ اعظم کے بجائے گمراہی کی پگڈنڈیوں میں پریشان حال گھوم رہے ہیں، تو اور لوگوں کو کیوں تشکیک میں مبتلا کرتے ہیں؟

''تعلیم و تعلم'' کے بڑے عنوان کے تحت دفعہ ۱۵ کے ضمن میں غامدی صاحب لکھتے ہیں:

''اسلامیات کی اعلیٰ تعلیم کا موجودہ طریقہ بالکل ختم کردیا جائے اور ان جامعات سے فراغت کی سند کے لیے وہی درجہ مانا جائے جو مثال کے طور پر طب جدید میں ایم بی بی ایس کی سند کو حاصل ہے۔'' (منشور ص:۱۷)

تبصرہ:.....دینی مدارس اور جامعات میں آٹھ سال تک درس نظامی کا سلسلہ چلتا ہے، اس کے بعد اعلیٰ درجات کی اعلیٰ تعلیم میں دورہ حدیث ہوتا ہے اور پھر یہ طالب علم فارغ التحصیل اور فارغ درس نظامی ہو کر عالم دین بن جاتا ہے۔ فراغت اور تقسیم اسناد کے اس موقع پر مدارس میں ایک روح پرور منظر ہوتا ہے، اکثر طلبہ کے رشتہ دار اور عام شہری جمع ہوجاتے ہیں، وہ ان طلبہ کی دستار بندی کو جب دیکھتے ہیں اور ان کو پھولوں کے ہار پہناتے ہوئے مخلص مسلمانوں کو بھی دیکھتے ہیں تو طلبہ کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ دیکھنے والے مسلمانوں کا جذبہ موجزن ہوجاتا ہے اور وہ اپنے بچوں کو دینی مدارس میں دینی تعلیم دلانے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں۔ غامدی صاحب کو اسلامی مدارس کی یہ شان وشوکت برداشت نہیں، ان کو یہ اعلان گوش گزار کرنا بھی برداشت نہیں کہ اس سال جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک سے ڈیڑھ ہزار طلبہ فارغ ہوگئے، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے چھ سو طلبہ اور دارالعلوم کراچی کورنگی سے پانچ سو یا کم وبیش طلبہ عالم بن گئے۔ چونکہ یہ پررونق سلسلہ اہل حدیث غیر مقلدین کے ہاں نہیں ہے تو ان کے ہاں فارغ وغیر فارغ کا ظاہری طور پر کوئی فرق بھی نہیں اور نہ وہاں یہ شان وشوکت ہوتی ہے۔ غامدی صاحب جہاں کئی دیگر روحانی بیماریوں میں مبتلا ہیں وہیں پر یہ غیر مقلد بھی ہیں، اس لیے اپنے منشور میں جو کچھ لکھا یہ ان کے دل کی آواز ہے، لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جب اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ ختم کردیا جائے تو پھر کس اصول اور کس قانون کے مطابق ان طلبہ کو اعلیٰ ڈگری ایم بی بی ایس کے مساوی سند عطا کی جائے گی؟ کیا یہ خیانت نہیں ہے کہ پڑھا نہیں ہے اور جعلی سند فراغت اس کو عطا کی گئی اور اس کے نام کے ساتھ سند یافتہ عالم مساوی M.B.B.S لکھ دیا گیا؟

افسوس اس بات پر ہے کہ عصری تعلیم کی مروجہ جامعات اور کالجوں سکولوں میں جو بے قاعدگیاں ہورہی ہیں، مخلوط تعلیم سے جو فحاشی پھیلائی جارہی ہے

اور ان جامعات کے اندر دوران تعلیم جو اخلاق سوز واقعات رونما ہو رہے ہیں، اس کی اصلاحات کے لیے غامدی صاحب نے اپنے منشور میں کچھ نہیں لکھا، اگر لکھا تو دینی مدارس کا پیچھا کر کے لکھا، ایسا لگتا ہے کہ غامدی صاحب کے قلم کو اللہ تعالیٰ کسی نیک راستے میں استعمال ہونے نہیں دیتا ہے، حالانکہ غامدی صاحب نے اپنے منشور کی پیشانی پر لکھا ہے: ''اعلان جنگ دور حاضر کے خلاف'' تو کیا دور حاضر یہی دینی مدارس اور اسلامی احکامات ہیں؟

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با ما ہر چہ کرد آں آشنا کرد

ترجمہ: ''میں بیگانہ لوگوں کی وجہ سے ہرگز نہیں روتا ہوں، کیونکہ میرے ساتھ جو کچھ کیا وہ اپنوں نے کیا۔''

(جاری ہے)

خطیب العصر علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ

دار فانی سے دار بقا کی طرف روانہ ہوگئے

قاری خلیل احمد بندھانی

یہ خبر اخبارات میں تھی پُر ملال — ہوگیا پنڈی میں سیّد ندیم کا انتقال
باثر لفظوں میں تھی مرقوم روداد وفات — جاں کنی میں کوئی بھی انساں نہ تھا پُر سان حال
الغرض یہ اس خطیب کا تھا سفر آخری — عمر بھر جس کو رہا حاصل خطیبانہ کمال
جس طرف نکلا، جہاں پہنچا، فضا پر چھا گیا — اُس کے سر پر تھا فروزاں سایہ رب ذوالجلال
وہ بیاں جو کرتے، کرتے تھے بڑے انداز سے — ہیچ تھا ان کے لئے اندیشۂ مال و منال

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما، ورلڈ اسلامک موومنٹ کے کنوینر، عالمی مجلس تحفظ حقوق اہل سنت و جماعت کے امیر، عالمی مجلس ختم نبوت پاکستان کے رکن رکین، سنی سلطانی لائبریری کراچی، عثمانیہ لائبریری پشاور، خطیب العصر، کیسٹ لائبریری لسبیلہ کے سرپرست اعلیٰ، اندرون ملک درجنوں دینی اداروں اور بیرون ملک سینکڑوں اسلامی سینٹرز کے سرپرست ''الوعد الحق'' کے سابق چیف ایڈیٹر اور ماہنامہ البرہان انٹرنیشنل کے مدیر اعلیٰ، میدان خطابت کے شہسوار، توحید و سنت کے داعی، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ، مقام و عظمت صحابہ کرامؓ و اہل بیت رسول کے لئے دنیا کے ۱۳۵ ممالک کے داعی، مجاہد کبیر حضرت حافظ قاری سیّد غلام سرور شاہؒ کے اکلوتے لخت جگر، حسینی خانوادے کے چشم و چراغ، حریم نبوت کے پاسباں، علم و معرفت کے بحر مواج، شاہ اسماعیل شہیدؒ کے جذبۂ جہاد کے محافظ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی حکمت کے رازداں، قطب الارشاد حضرت گنگوہی کے تفقہ کے امین، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کے شیدائی، حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے نہایت درجہ عقیدت و ارادت مند، امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کی فکر کے وارث، امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت کے امین، مفتی اعظم مفتی محمودؒ کے خصوصی تربیت یافتہ، خواجہ خواجگان حضرت اقدس خواجہ خان محمدؒ کے معتمد خلیفہ، قائد اسلامی انقلاب مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کے خصوصی ہم نوا، چاروں روحانی سلاسل کے مجاز، حضرت خطیب العصر علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ۔ پاکستان کے قریہ قریہ بستی بستی اور بیرون ممالک میں آپؒ اپنی سحربیانی اور حق گوئی کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے اور خاص کر موجودہ زمانے میں شاید ہی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں حضرت شاہ صاحبؒ کی آواز نہ پہنچی ہو۔ اندرون ملک کے علاوہ بیرونی ممالک میں خاصی شہرت رکھتے تھے۔ تقریباً ۳۵ سال سے مسلسل بیرون ممالک کے دورے کرتے رہے اور دیار غیر میں قرآن پاک کی حرارتوں سے مسلمانوں کے دل گرما کر غیر مسلموں کو اسلام کے سایہ عاطفت میں لائے۔ بیان کے دوران جب آپ تلاوت قرآن کریم کرتے تو مجمع سحر زدہ معلوم ہوتا اور جب لاکھوں کے اجتماع میں آپؒ نمودار ہوتے تو مجمع میں نعرۂ تکبیر اللہ اکبر! کی صدائیں بلند ہوتیں اور خطیب اسلام زندہ باد کے نعروں سے مجمع کی ایک عجیب کیفیت ہو جاتی۔ آپؒ جب بیان کے لئے اسٹیج پر آتے تو مجمع کا شور وغل سکوت میں بدل جاتا۔ آپ کے بیان کے لئے لوگ بے تاب ہوتے۔ میلوں دور دراز کا سفر طے کر کے پہنچ جاتے۔ آپؒ ایک عالم باعمل، سراپا نمونہ شریعت، اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ کے بیان سے باطل پرستوں کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہو جاتا۔ عہد حاضر میں اللہ پاک نے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور باطل پرستوں کی سرکوبی کے لئے خطیب العصر حضرت علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہ کو ایسی نعمتوں سے نوازا کہ وہ بیک وقت عالم دین، حافظ و قاریٔ قرآن کریم، درویش صفت انسان، قادر الکلام خطیب اور ممتاز مذہبی اسکالر تھے۔ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے لحن داؤدی سے نوازا تھا۔ آپ کی فصاحت کلام اور بلاغت بیان پر لاکھوں انسان سر دھنتے، حسن تکلم کی اس رنگینی میں جب ان کے لب تلاوت کلام پاک سے ہم آغوش ہوتے تو سامعین پر جادو کی کیفیت ہوتی۔ حضرت شاہ صاحب صرف حق گو خطیب ہی نہیں تھے بلکہ خطیب گر تھے۔ آپ نے ہر محاذ پر دشمنان اسلام اور منافقین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپؒ ایک دن پنجاب کے سرسبز و شاداب شہروں میں گونجتے تو دوسری رات خیبر پختونخوا میں۔ اسی طرح کبھی بلوچستان کے پہاڑوں سے گزر کر سندھ کے ریگستانوں میں توحید و سنت کی صدائیں بلند کرتے اور یہ سلسلہ آخری لمحات تک جاری رہا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے ہر محاذ پر بت پرستوں کے گلوں پر نشتر چلاتے۔ کمیونزم و سوشلزم کے خلاف صف اول میں نظر آتے۔ شرک و بدعت کے خلاف برہنہ تلوار تھے اور عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے کمربستہ اور خلافت راشدہ کے دور اساسی کو بنیاد بنا کر پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ میں جمعیت علماء اسلام کے امیر مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے فرزند قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کے ساتھ ہم سفر اور ہمہ تن مصروف نظر آتے۔ ایسے ہزاروں مبلغین پیدا کئے جو کراچی سے خیبر تک توحید و سنت کی اشاعت، شرک و بدعت اور غلط رسومات کا قلع قمع کرنے، کمیونزم و سوشلزم کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ نے اپنی فصاحت کلام اور بلاغت بیان سے ایک نئی روح پھونک دی۔ آپ کا وجود اہل حق کے لئے عظیم سرمایہ تھا اور باطل کے لئے خونخوار خنجر کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپؒ کا انداز بیان بہت نرالا تھا۔ قرآن و حدیث سے اس طرح دلائل پیش کرتے کہ فرزندان اسلام رشک کرنے لگ جاتے۔ مخالفین انگشت بدنداں ہو کر دم بخود رہ جاتے۔ حضرت شاہ صاحب جیسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی ایک بھرپور جدوجہد کا نمونہ تھی۔ وہ اردو، فارسی اور عربی ادب کے عظیم معمار تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی موت سے پیدا ہونے والا خلا قومی زندگی میں شاید پُر نہ ہو سکے گا۔ ☆☆

حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشی رح مسکین پوری

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مسکین پور شریف خانقاہ کے بانی ہمارے دادا پیر، حضرت اقدس خواجہ فضل علی قریشیؒ تھے۔ حضرت قریشیؒ کے آباؤ اجداد بنو عباس کے دور میں عرب شریف سے سندھ اور وہاں سے میانوالی کے ضلع میں آ کر آباد ہوگئے۔ دادا پوتے ہونے کی وجہ سے آپ کے علاقہ کا نام داؤ دخیل مشہور ہوگیا۔ ہاشمی عباسی ہونے کی وجہ سے آپ کا خاندان عوام میں قریشی مشہور ہوگیا۔ آپ خوشخط ہونے کی وجہ سے منشی کہلاتے تھے۔

آپ کا نام فضل علی شاہ والد کا نام مراد علی شاہ تھا۔ آپ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے ابتدائی علوم مولانا قمرالدین سے پڑھے، جبکہ دورۂ حدیث شریف حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے پڑھا۔

بیعت وسلوک: علوم ظاہری سے فراغت کے بعد شیخ کامل کی جستجو ہوئی اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت لعل شاہ ہمدانی سکھیری کی خدمت میں بھیجا۔ جن سے سلوک وتصوف کی منازل طے کیں، لیکن خلافت حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ موسیٰ زئی شریف نے عنایت فرمائی۔

مسکین پور شریف کی بنیاد: حضرت اقدس چند عزیزوں کے ہمراہ کشتی پر دریائے سندھ کے ذریعہ سکھر اور وہاں سے کراچی اور پھر عرب شریف کی نیت سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جتوئی کے قریب رات گزاری اور کشتی چوری ہوگئی۔ آپ نے ہجرت کا ارادہ ترک کردیا اور جنگل کو آباد کرکے اس کا نام مسکین پور شریف رکھا، جو شہر سلطان سے چھ کلو میٹر کے فاصلہ پر مغربی جانب ہے۔ آپ تادم زیست مسکین پور شریف قیام پذیر رہے اور وہیں محو استراحت ہیں۔

شادی خانہ آبادی: آپ نے وقتاً فوقتاً تین نکاح فرمائے۔ ان تینوں میں بچے اور بچیاں ہوئیں، بیٹے تمام وفات پاگئے، آپ کے نواسے مولانا کلیم اللہؒ شاہ آپ کے جانشین قرار پائے۔ آج کل مولانا کلیم اللہ شاہ کے فرزند گرامی مولانا محمد شاہ جانشینی اور خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ اندرون ملک چاروں صوبوں بلکہ صوبہ سندھ اور بیرون ملک ہزاروں بندگان خدا آپ سے اللہ، اللہ سیکھ کر اپنے دل کی دنیا آباد کررہے ہیں۔

انتقال پُر ملال: آپ نے تمام عمر ارشاد و تلقین، دین اسلام کی تبلیغ، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج میں گزاری۔ دہلی کے تبلیغی سفر میں تھے کہ فالج کا اٹیک ہوا۔ مسکین پور شریف لایا گیا۔ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء چوراسی سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلیفہ حضرت حافظ کریم بخش (لالاتی بہاولپور گھلواں) نے پڑھائی۔

شاہ جیؒ کی والہانہ عقیدت: جب حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قادیان میں تقریر کرنے کی تیاری کی تو حضرت مولانا فضل علی قریشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قادیان چلنے کی درخواست کی تاکہ حضرت والا کے فیض سے کامیابی ہو۔ حضرت شیخ شاہ جیؒ کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت شیخؒ کی صدارت میں خطاب کیا، دوران تقریر حضرت شیخؒ اٹھنے لگے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے عرض کیا کہ حضرت یہ تقریر تو جناب والا کا تصرف ہے، اگر آپ تشریف لے گئے تو میں تقریر نہ کرسکوں گا۔ اس لئے آپ تشریف رکھیں نیز شاہ جیؒ نے فرمایا: میری مثال پستول کی سی ہے، آپ اس میں روحانیت کا بارود ڈالتے رہیں گے تو میں اسے چلاتا رہوں گا۔ حضرت قبلہ آخر وقت تک تشریف فرما رہے اور حضرت شاہ صاحبؒ نے پُراثر اور بصیرت افروز اور مدلل تقریر فرمائی۔ (مقامات فضیلہ، ص:۴۰)

دعوت وتبلیغ: آپ اپنے ضلع مظفر گڑھ میں مختلف مقامات پر گھوڑیوں پر سفر کرکے دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے۔ نیز آپ نے دہلی، یوپی، پنجاب، سندھ کے مختلف علاقوں کے علاوہ دیوبند اور روہتک پانی پت، اجمیر شریف کے سفر فرمائے۔ آپ اپنے خلیفہ مولانا عبدالمالک صدیقی کی معیت میں دارالعلوم دیوبند بھی تشریف لے گئے اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی استدعا پر تین روز تک دارالعلوم میں قیام فرمایا۔ نیز ایک دن دیوبند کے قبرستان میں کافی دیر تک

مراقب رہے۔ مولانا عبدالمالک صدیقی نے پوچھا تو فرمایا:

''ایک نہایت سرسبز میدان ہے، جس میں محدثین دیوبند، دہلی اور گنگوہ موجود ہیں، غالباً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مفتی عزیزالرحمٰن عثمانیؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ وغیرہ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ ان سب حضرات نے مصافحہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ لیا، مجھے (خواجہ غریب نواز فضل علی قریشی) کو بھی مصافحہ کا شرف حاصل ہوا۔ بعد مصافحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور اظہار خوشنودی فرمایا کہ یہ سب لوگ میری سنت کے زندہ کرنے والے ''محی السنۃ'' ہیں۔

مولانا عبدالمالک صدیقی نے عرض کیا:

حضرت کچھ لوگ ان پر بدظنیاں کرتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ چمگادڑ صفت کا کچھ علاج نہیں۔ یہ حالات دیگر علماء کرام کے ذریعہ شیخ الاسلام (حضرت مدنیؒ) تک پہنچے۔ شیخ الاسلام انتہائی خوشی کے عالم میں مسرور ہوئے اور فرمایا کہ: ہمیں شیخ وقت کی زبان مبارک سے دنیا کے عالَم میں خبر مل گئی کہ ہمارے اکابر مقبول بارگاہ رسالت ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ!۔''

(مقامات فضیلہ، ص:۵۹)

دیوبند سے فارغ ہوکر حضرت شیخ '' دہلی تشریف لے گئے، جہاں مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے ملاقات کی۔ حضرت مسکینپوریؒ دارالعلوم دیوبند اور جامعہ امینیہ دہلی اور دیگر مدارس اور علماء کرام سے ملاقاتیں فرماکر حسین یادگاریں چھوڑ کر آئے۔

خلفائے کرام: آپ سے ہزاروں ہزار لوگوں نے اللہ، اللہ سیکھی اور اپنی اصلاح کرائی۔ آپ کے خلفائے کرام میں ہمارے حضرت بہلویؒ (مولانا محمد عبداللہ) حضرت حافظ کریم بخش لاثانی، گھلواں بہاولپور، حضرت حافظ محمد موسیٰ نقشبندیؒ جلال پور پیر والا ملتان، حضرت مولانا خلیفہ عبدالمالک صدیقی احمد پوری ثم خانیوالوی، حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ، حضرت مولانا غلام حبیب چکوالویؒ، حضرت مولانا علی المرتضیٰؒ گدائی شریف ڈیرہ غازی خان سمیت سرسٹھ (۶۷) حضرات کو خلافت سے نوازا۔

☆☆..................☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

ملتان.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۸، ۲۹ر ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۷، ۸ر جنوری ۲۰۱۶ء منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے کی۔ شرکاء اجلاس حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا وسیم اسلم، مولانا محمد انس، حافظ یوسف ہارون ملتان، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا مختار احمد تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نوابشاہ، مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مفتی راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاول پور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ قصور، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی لاہور، مولانا زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا مفتی خالد میر آزاد کشمیر، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین گجرات، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا قاضی عبدالخالق مظفر گڑھ، مولانا محمد اقبال میلسوی ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد حمزہ لقمان بھکر ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا عابد کمال پشاور اور مولانا محمد یونس کوئٹہ سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں بتلایا گیا کہ سہ سالہ ممبر سازی مہم ربیع الاول سے شروع ہے، لہٰذا احباب بڑھ چڑھ کر ممبر سازی کریں۔ مندرجہ بالا حضرات کو اپنے اپنے علاقوں کا ناظم انتخاب مقرر کیا گیا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ اپنے اپنے علاقوں میں بھرپور ممبر سازی کریں اور ممبر سازی کا مرحلہ ۳۰ر شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مکمل لینا چاہئے۔ مقامی احباب جو ممبر سازی میں دلچسپی رکھتے ہوں وہ ممبر سازی کی کاپیاں اپنے علاقائی مبلغ سے حاصل کریں اور جماعتوں کی تشکیل بھی علاقائی مبلغ کی نگرانی میں ہو۔ جہاں پچیس سے ایک سو تک نمائندہ مرکزی مجلس عمومی کے لئے منتخب کیا جائے۔ ایک سو سے دو سو تک دو نمائندگان مرکزی مجلس عمومی کے لئے منتخب کئے جائیں۔ انتخابات کے لئے فارم مرکزی دفتر سے منگوائے جائیں۔ کوشش یہ کریں کہ ممبر سازی کے ساتھ ساتھ جماعتوں کی تشکیل بھی ساتھ ساتھ کی جائے بصورت دیگر سال رواں کے آخر تک جماعتوں کی تشکیل کا عمل مکمل کرلیا جائے۔ مرکزی نائب امرا کا انتخاب یا تجدید انتخاب چناب نگر کانفرنس کے موقع پر سال رواں کے آخر میں ہوگا۔

چناب نگر کورس: چونکہ آئندہ میٹنگ رجب المرجب کے اوائل میں ہوگی۔ اس لئے میٹنگ سے پہلے چناب نگر کورس کے لئے مدارس کے دورے مکمل کرلئے جائیں اور مبلغین حضرات جہاں جہاں جامعات میں کورس کے لئے اعلان و بیان کریں۔ وہاں یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ کورس میں کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس طلبا کو لیا جائے گا۔ کورس میں عقیدۂ ختم نبوت کی فضیلت واہمیت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، قادیانیوں گوہر شاہیوں کے کفریہ عقائد اور حجیت حدیث پر لیکچر ہوں گے اور دیگر علاقائی فتنوں کی نشاندہی اور ان کے عقائد اور عقائد باطلہ کے رد پر لیکچر ہوں گے۔ ابھی سے رفقاء بھرپور تیاری کریں۔

آئندہ سہ ماہی کے لئے کتاب احتساب قادیانیت ج:۴۷

آئندہ میٹنگ ۶، ۷ر رجب المرجب، ۱۴، ۱۵ر اپریل کو دفتر مرکزیہ میں ہوگی۔

شیخ القراء قاری محمد یٰسین قدس سرہٗ

پانی پتی قراء کے سلسلے کی آخری کڑی

مفتی مزمل حسین کاپڑیا

حضرت اقدس شیخ القراء قاری محمد یٰسین پانی پتی قدس سرہٗ بشب ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ قضا الٰہی سے کراچی میں انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

سید الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر فرمایا تھا: ''ان العین تدمع، والقلب یحزن، ولا نقول الا ما رضی ربنا، وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون۔'' (بخاری) ''بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم نہیں کہتے مگر جو ہمارے رب کو پسند ہوتا ہے اور ہم اے ابراہیم آپ کے فراق پر غمگین ہیں۔''

آج حضرت قاری صاحب کے انتقال پر متعلقین کی کچھ ایسی ہی کیفیات ہیں۔

حضرت قاری صاحب ۱۹۳۵ء میں پانی پت ہندوستان میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے زمانے ہی میں بوڑھے والدین، بہن بھائیوں اور خاندان کے ساتھ پاکستان ہجرت فرمائی جس کی بڑی تکلیف دہ داستان ہے۔ شروع میں پنجاب اور پھر شکارپور ہجرت فرمائی، ہجرت کے سفر میں استاذ القراء حضرت قاری فتح محمد پانی پتی نور اللہ مرقدہٗ ساتھ تھے۔ شکارپور میں حضرت قاری فتح محمد صاحب سے سبقاً سبقاً قرآن حفظ کیا، خود فرمایا کرتے تھے کہ دن میں کام کیا کرتا تھا اور اس کے بعد سبق یاد کرکے قاری صاحبؒ کو نماز کی امامت کرتے ہوئے سنادیا کرتا تھا۔ ایک دن قاری صاحب نے تلاوت قرآن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ایسا قرآن پڑھا ہے کہ گویا ابھی جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔

حضرت قاری صاحبؒ کے کہنے پر ۱۹۵۳ء میں ملتان تشریف لے گئے اور حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی کی خدمت میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں کچھ سال رہے اور تجوید حفظ و قرأت قرآن کی مشق کی اور اپنے استاد محترم کی بے لوث خدمت کی۔

۱۹۵۷ء میں حضرت قاری فتح محمد نور اللہ مرقدہٗ کے کہنے پر شکارپور سے دارالعلوم کراچی نانک واڑہ تشریف لے آئے اور ۲۲ سال کی عمر میں تجوید و حفظ قرآن کی تدریس شروع کردی جو ۲۰۱۵ء تک انتقال سے دو دن پہلے تک جاری رہی۔

تقریباً ساٹھ سال قرآن کی ایسی خدمت کی جس کی مثال دنیا میں مشکل سے ملے گی اور اس خدمت قرآن پر کبھی کوئی معاوضہ نہیں لیا جو تنخواہ آتی تھی اپنے متعلقین اور شاگردوں میں تقسیم کردیتے تھے۔

حضرت قاری صاحب فنافی القرآن تھے، فجر کے بعد سے لے کر عشاء تک مدرسے میں رہا کرتے تھے، خود فرمایا کرتے تھے کہ سوسو بچوں کو میں نے اکیلے پڑھایا ہے۔

۱۹۶۱ء میں حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ کی بڑی صاحبزادی سے نکاح ہوا اور ۱۹۶۱ء ہی میں حج کا پہلا سفر حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کے ساتھ کیا اور مدینہ پاک کے شیخ القراء قاری حسن صاحب سے اجازت قرآن لی اور حرمین میں موجود بزرگوں مولانا

صدیقی ٹرسٹ کے بانی الحاج سیّد منصور الزماں صدیقی کی رحلت

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مفتی مزمل حسین کاپڑیا، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا قاری فیض اللہ چترالی، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، محمد وسیم غزالی، سید انوار الحسن ودیگر نے صدیقی ٹرسٹ کے بانی الحاج سیّد منصور الزماں صدیقی کی وفات حسرت آیات پر دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ ان راہنماؤں نے حاجی صاحبؒ کی دینی وملی اور سماجی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم نے دین متین کی اشاعت وترویج میں جو مثالی کردار ادا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے نہ صرف دینی واصلاحی مضامین پر مشتمل کتب ولٹریچر چھپوا کر ملک بھر کے غریب اور پسماندہ علاقوں میں مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کیا بلکہ بڑے بڑے دینی اشاعتی اداروں سے دینی کتب خرید کر غریب طلباء و دیگر تشنگان علوم دینیہ کو انتہائی ارزاں قیمت میں مہیا کیں۔ اسی طرح پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں مساجد و مدارس قرآنیہ کی بھرپور سرپرستی فرمائی۔ سیلاب اور زلزلہ زدگان، مفلس و نادار مسلمانوں کی مالی معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت حاجی صاحبؒ کی جملہ خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور ان کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

بدر عالم میرٹھیؒ اور دوسرے اکابر سے استفادہ کیا۔

تیس سال حضرت قاری فتح محمد نور اللہ مرقدہ کے ساتھ سفر حضر اور جامعہ دارالعلوم کراچی میں ساتھ گزارے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تیس سال میں دو باتیں بڑے قاری صاحبؒ سے سیکھی ہیں ایک نماز اور دوسرے معاملات کی صفائی اور یہی دو چیزیں پورا دین ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی۔

حضرت قاری صاحب نے باقاعدہ درس نظامی کی کتابیں نہیں پڑھی تھی مگر تیس سال تک ایک عالم ربانی کو پڑھا اور سنا تھا اور ان کے علم، اخلاق، عبادات اور معاملات کی صفائی کو جذب کیا تھا اور یہی طریقہ علم حاصل کرنے کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں تھا۔

حضرت قاری یٰسین صاحب انتہائی نفیس آدمی تھے۔ سفید کرتا شلوار اور سفید کلی دار ٹوپی پہنتے تھے۔ سوتے وقت کی ٹوپی اور لباس الگ ہوتا تھا پوری زندگی تقویٰ اور طہارت کے ساتھ گزاری۔

جماعت کی نماز کے انتہائی پابند تھے۔ خود فرمایا کہ ایک دفعہ دوران سفر ٹرین چھوڑ دی کہ ٹرین پھر مل جائے گی مگر گئی نماز پھر نہ ملے گی۔

بزرگوں میں انتہائی محترم تھے، حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیعؒ، محدث العصر حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بندہ نے خود حضرت مولانا خان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ اللہ آپ کا سایہ ہمارے سر پر سلامت رکھے، حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر (جب کہ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی اور حضرت مفتی محمد تقی عثمانی پر حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی طرف سے تقریبات میں شرکت پر پابندی تھی) فرمایا کہ ''میرا ان حضرات کو حکم ہے کہ قاری یٰسین صاحب کی بیٹی کی شادی کی تقریب میں شرکت کریں۔''

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ''لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم قاری صاحب کے گھر کے چکر لگاتے ہیں۔''

حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی دختر قاری صاحب کی اہلیہ سے پڑھتی تھیں۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے قاری صاحب کو خلافت بھی دی تھی اور ایک دفعہ باقاعدہ اعلان کیا تھا کہ ''قاری صاحب میرے خلیفہ ہیں ان سے رجوع کیا جائے۔''

حضرت قاری صاحب کے واسطہ بلا واسطہ ہزاروں شاگرد ہیں جو پاکستان اور بیرون ممالک میں موجود ہیں اور بہت سے ان میں خدمت قرآن میں مشغول ہیں۔ حضرت قاری صاحب کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں اور تقریباً سب حافظ ہیں۔ قاری صاحب اپنے متعلقین سے انتہائی محبت اور شفقت فرماتے تھے اور سب کا خیال کرتے تھے۔ اللہ کی پاک بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اپنے قرب خاص سے نوازے۔ آخرت کی تمام منازل میں انتہائی فضل اور کرم فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت قاری صاحب کو ہماری مغفرت اور شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆..........☆☆

تبصرہ کتب

نماز ...... مفتی محمد نعیم صاحب، صفحات: ۲۲۵، قیمت: درج نہیں

ناشر: مکتبۃ الجامعۃ البنوریہ العالمیہ، سائٹ تھانہ کراچی۔

کلمہ اسلام پڑھ لینے کے بعد اسلام میں سب سے پہلے جو چیز ایک عاقل، بالغ، مرد، عورت پر فرض ہے، وہ نماز ہی ہے۔ نماز اسلام کا ایک رکن اور ستون ہے، مرنے کے بعد سب سے پہلا حساب اسی نماز کا ہوگا اور اس کے چھوڑنے پر آخرت میں سب سے زیادہ ملال ہوگا، جو آدمی نماز کی پابندی کرتا ہے وہ دوسرے تمام احکام و معاملات میں نظم و ضبط کا پابندی کرنے والا بن جاتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جو چیز شریعت مطہرہ میں فرض ہوتی ہے، اس کی ادائیگی کا طریقہ سیکھنا، اس کی شرائط و مسائل اور متعلقات کا جاننا بھی فرض ہوتا ہے۔ اس لئے ہر دور میں علماء امت نے سادہ لوح مسلمانوں کی راہبری و راہنمائی کے لئے ایسے شرعی فرائض کی ادائیگی اور اس کے طریقہ کار کے متعلق کتابیں لکھی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''نماز'' اسی مبارک سلسلہ کی کڑی ہے۔ دور حاضر میں لوگوں کی علمی سطح اور دینی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب نے نماز جیسی اہم ترین اور بنیادی عبادت سے متعلق جملہ مسائل سوال و جواب کے انداز میں اور بہت آسان زبان میں اس کتاب میں درج کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دائمی اوقات نماز کی جنتری بھی اس کتاب کا حصہ ہے۔ کتاب کا کاغذ بہت ہی عمدہ اور چھپائی دو رنگا ہے، جلد بھی خوبصورت ہے۔ البتہ اس بات کا خیال نہیں رکھا گیا کہ کتاب کے ان ٹائٹل کی پشت پر ایک صفحہ رکھا جاتا ہے، جس پر مولف کا نام، سن اشاعت، مقام اشاعت، کتاب کے صفحات، قیمت اور ناشر کا نام و ایڈریس ہوتا ہے، اس کتاب میں یہ صفحہ نہیں چھاپا گیا۔ امید ہے کہ اگلی اشاعت میں اس کا خیال رکھا جائے گا۔ کتاب اس لائق ہے کہ ہر گھر اور مسجد میں اس کو پڑھا اور سنایا جائے۔ (تبصرہ نگار: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ)

رحمتِ دو عالم ﷺ کا پیغام امن عالم

محمد نجم العارفین

حضرت انسان روزِ اول سے ہی جیسے اپنی ابتدا میں خلاق عالم کا محتاج ہے، ایسے ہی وہ اپنی بقا میں، رہن سہن اور طور اطوار میں بھی اسی پاک ذات کے قانون کا پابند ہے، چنانچہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اس انسان کو عالم دنیا میں بھیجنے کے بعد اس کی راہنمائی کے لئے حضرات انبیا علیہم السلام کا روحانی سلسلہ بھی شروع فرمادیا، جنھوں نے اپنے اپنے ادوار میں انسانیت کی صحیح راہنمائی اور ہدایت الی الحق کا فریضہ سرانجام دیا۔

جب کائنات عالم اپنی طبعی عمر کو پہنچی تو ایک ایسی روشنی اور ابدی تعلیم وہدایت کی متلاشی اور ضرورت مند ہوئی جو تاقیامت انسانیت کی رہبری وراہنمائی کی ضامن ہو، چنانچہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اس آخری ہدایت کے لئے سرتاج انبیا، رحمت دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، حق تعالیٰ جل شانہ نے "قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین" کے ذریعے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "یاایھاالناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً" کے ذریعے عالمی وابدی نبوت کا اعلان فرمایا، جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اور آپ کی دی ہوئی تعلیمات قیامت تک کے لئے ہر دور اور زمانہ میں انسانیت کی راہبری کے لئے کافی و وافی ہے، اب انسانیت کی فوز وفلاح کے لئے مزید کسی قانون اور نظام کی ضرورت نہیں۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عالم انسانیت کے نام جو آخری پیغام لے کر آئے وہ عالمی پیغام ہے یعنی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیغام امن عالم لے کر آئے، اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس معاشرے میں مبعوث ہوئے وہ جہالت اور برائیوں کی دلدل میں ایسا دھنسا ہوا تھا جس نے تاریخ کی کسی گندگی کو نہ چھوڑا۔ سود، زنا، ناچ گانا، شراب نوشی، بت پرستی، عریانی و فحاشی، نسلی و لسانی عصبیت، غرض اخلاق گراوٹ کی جو آخری حد ہو سکتی تھی وہ اس حد تک گئے.... مگر تاریخ عالم نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی چند سالوں کی ان تھک محنت اور مشن پر ثابت قدمی کے بعد ان لوگوں کا وہ دور بھی دیکھا کہ جو لوگ ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے انہوں نے ایثار و قربانی کی وہ تاریخ رقم کی کہ خود پیاسے تڑپتے ہوئے جان دے دی مگر دوسرے زخمی بھائی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا۔ شراب جن لوگوں کی زندگی کا لازمی حصہ تھی اس سے نفرت کا اظہار محض اس کے چھوڑنے سے نہ کیا بلکہ اس تک پہنچنے کے ذرائع کو تہ تیغ کر ڈالا، گھروں میں موجود شراب کے مٹکے بھی توڑ ڈالے اور شراب گلیوں میں پانی کی طرح بہتی نظر آئی....ایک خاتون جس کے لئے پہلے اپنی عزت بچانا مشکل تھا وہ اب تن تنہا حضرموت سے بعلبک تک اپنے زیورات سمیت چلی جاتی ہے مگر اسے اپنی عزت اور مال کے بارے میں کسی کا خوف نہیں... اور اسے کوئی تنگ کرنے والا نہیں۔

انسانی اخلاق واقدار میں ایسی عظیم تبدیلی کی مثال چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی... یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ اس سوال کا جواب صرف اور صرف یہی ہے کہ یہ برکت ہے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھی انسانیت کے نام لے کر آئے۔

یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انقلابی پیغام کا ہی اثر تھا کہ ایک عرصہ سے زنگ آلود ذہن پاک اور صاف ہو گئے۔ منفی سوچیں مثبت خیالات میں بدل گئیں، دلوں میں اس حد تک نرمی پیدا ہوگئی کہ سفاک اور شقی مزاج اتنے بے رحم کہ نومولود بے گناہ معصوم بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے وہ سب رحیم وشفیق بن گئے، بچیوں سے نفرت وکراہت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن کی برکت سے محبت و پیار سے بدل گئی جو لوگ ان معصوم بچیوں کی کفالت سے دور بھاگتے تھے اب اس کی پرورش کو سعادت سمجھنے لگے، یہ سب عقیدت ومحبت کے محض لفاظی دعوے نہیں بلکہ تاریخ اسلامی ان کی درخشندہ مثالوں سے بھری پڑی ہے، یہاں ہم موضوع کی مناسبت سے طوالت سے بچنے کے لئے صرف ایک مثال پیش کر کے بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۷ ہجری میں عمرہ کی ادائیگی کے بعد مکہ سے واپس لوٹتے ہیں تو حضرت حمزہؓ کی بچی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ جاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیتے ہیں جبکہ وہاں حضرت زید وجعفر طیار رضی اللہ عنہما بھی

موجود ہوتے ہیں، ان حضرات کے درمیان سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بچی کی کفالت کے بارے میں بحث شروع ہوجاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا کی بیٹی میری پرورش میں ہوگی۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بطور دلیل عرض کرتے ہیں کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے، لہٰذا یہ میری کفالت میں آنی چاہئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ میرے مذہبی بھائی حمزہ کی بیٹی ہے اس کی ذمہ داری مجھے ملنی چاہئے.... رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رحمت بھرے الفاظ میں یوں گویا ہوتے ہیں: ''الخالۃ بمنزلۃ الام'' (بخاری شریف،ص:۶۱۰،ج:۲) اور بچی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمادیتے ہیں.... اس ایک مثال میں غور کیا جائے کہ یہ جذبات کس عظیم انقلاب کا اثر تھے؟

وگرنہ بچی تو وہی ہے جس کی پیدائش کچھ عرصہ قبل اسی معاشرہ میں باعث ننگ و عار تھی، جس کی پرورش کے بجائے اس کے خون سے ہاتھ رنگنے کو ترجیح دی جاتی تھی، اس کی ولادت پر چہرے سیاہ ہوجاتے تھے یکدم اس بچی کی پیدائش رحمت کا پیغام کیوں بن گئی؟ اس کا جواب بھی صرف یہی ہے کہ یہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم کا ہی اثر ہے ورنہ یہاں اکراہ و جبر کا نام تک نہیں کوئی خاص دنیوی اغراض و مقاصد بھی نظر نہیں آتے، یقیناً یہ پاکیزہ احساسات رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ پیغام امن عالم کا ہی کرشمہ تھا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام کے عالمی ہونے کی ایک اور روشن دلیل آپ کے پیغام امن عالم کا دستور اعظم قرآن عظیم الشان ہے، اگر اس کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو اس سے انسانیت کو وہ سنہری اور جامع اصول ملتے ہیں جو ہر فرد بشر خواہ وہ زندگی کے جس شعبہ سے تعلق رکھتا ہو اس کی گھریلو زندگی کا معاملہ ہو یا کاروباری، مسجد کا ہو یا بازار کا، کس جگہ پر کیسے معاملہ اور برتاؤ کرنا ہے اس کی مکمل راہنمائی کرتے ہیں جس سے صرف اس فرد کی زندگی میں ہی انقلاب نہیں آتا بلکہ سارے معاشرے اور ملک تک کی اصلاح ہوجاتی ہے.... جس کے لئے ہم بطور مثال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم جانشین حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے ادوار خلافت کو پیش کرسکتے ہیں، خصوصاً خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تو تاریخ اسلامی بلکہ تاریخ انسانی میں حکمرانی اور امن وامان کے لحاظ سے ایک سنہری دور کہا جاتا ہے، جس میں انسان تو کیا جانور تک دوسرے پر ظلم نہ کرتے تھے۔ غربا فقرا کی کفالت ایسے کی جاتی تھی کہ زکوۃ دینے کے لئے فقرا ڈھونڈنے سے نہ ملتے تھے، حتی کہ بعض ایسے تاریخی اقدامات کئے کہ آج تک دنیا صرف اس کی معترف ہی نہیں بلکہ تقلید کرتی چلی آرہی ہے، یہ سب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن عالم کا عملی نمونہ تھا، جس کا دنیا نے وقتاً فوقتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت فرماجانے کے بعد بھی بارہا مشاہدہ کیا۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تمام عالم کے لئے امن کی دولت رکھتا ہے، اس کی تیسری بڑی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات و افعال کا صحیح اور انتہائی محفوظ ذریعہ سے امت تک پہنچنا ہے حتی کہ ہر وہ چیز جس کی تھوڑی سی نسبت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم جاں نثاران حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اسے محفوظ کرکے امت کو پہنچایا، یہی بات برصغیر کے محدث عظیم حضرت شیخ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے سیرت کی تعریف میں ان الفاظ سے کہی ہے:

''.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ولادت مبارکہ سے لے کر دنیا سے تشریف لے جانے تک جو کچھ متعلق ہے اس

صدیقی ٹرسٹ کے بانی الحاج سید منصور الزماں صدیقی کی رحلت

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مفتی مزمل حسین کاپڑیا، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا قاری فیض اللہ چترالی، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، محمد وسیم غزالی، سید انوار الحسن و دیگر نے صدیقی ٹرسٹ کے بانی الحاج سید منصور الزماں صدیقی کی وفات حسرت آیات پر دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ ان راہنماؤں نے حاجی صاحبؒ کی دینی وملی اور سماجی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم نے دین متین کی اشاعت وترویج میں جو مثالی کردار ادا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے نہ صرف دینی واصلاحی مضامین پر مشتمل کتب ولٹریچر چھپوا کر ملک بھر کے غریب اور پسماندہ علاقوں میں مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کیا بلکہ بڑے بڑے دینی اشاعتی اداروں سے دینی کتب خرید کر غریب طلبا و دیگر تشنگان علوم دینیہ کو انتہائی ارزاں قیمت میں مہیا کیں۔ اسی طرح پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں مساجد و مدارس قرآنیہ کی بھرپور سرپرستی فرمائی۔ سیلاب اور زلزلہ زدگان، مفلس و نادار مسلمانوں کی مالی معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت حاجی صاحبؒ کی جملہ خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور ان کو درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

سب کی تفصیل کو اسلامی علوم وفنون کی اصطلاح میں سیرت کہتے ہیں گویا آپ کی احادیث مبارکہ بھی سیرت کا حصہ ہیں اور تاریخ انسانی کے اندر اتنی محفوظ اور جامع ترین سیرت کسی بشر کی نہیں اور یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ منصف مزاج غیر مسلم مفکرین بھی اس کے معترف ہیں۔“

یہ سب کچھ منجانب اللہ طے شدہ تھا تاکہ پیغمبر اسلام کے پیغام امن کا دستور قرآن پاک جو انسانوں کے عمل کے لئے ہے قیامت تک ان کو اس پر عمل کا نمونہ مل جائے، کیونکہ جس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ کا مصداق بنا کر بھیجا ہے اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ اس کا ہر قول وفعل اپنے اندر بے انتہا برکتیں اور رحمتیں سمیٹے ہوئے ہو اور انسانیت اس سے قیامت تک امن کا درس لے سکے، لہٰذا یہ بات کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ ذخیرہ احادیث اور مجموعہ سیرت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام امن عالم ہے جو اپنی صحیح شکل میں موجود ہے اور قیامت تک دکھی انسانیت کی راہبری وراہنمائی کرتا رہے گا۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن عالم کے باعث امن ورحمت ہونے کی آخری دلیل اس کا ہر دور کے اندر قبول عام ہے۔ اہل اسلام رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن کو لے کر دنیا کے جس خطے میں گئے لوگ جوق در جوق اس پیغام کو قبول کرتے اور اس کے نظام امن کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوتے گئے، اسی پیغام امن کی برکت تھی مسلمان جہاں گئے کامیابی نے ان کے قدم چومے اور باطل اور اس کا نظام مٹتا چلا گیا، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے صدیوں دنیا کے اس وسیع خطے پر حکمرانی کی اور عدل وانصاف، امن وامان اور مساوات انسانی کی ایسی درخشندہ مثالیں قائم کیں جس کی دنیا ایک عرصے سے متلاشی تھی یہ سب کچھ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن عالم کا انقلابی اثر تھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک اہل اسلام رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم پر کاربند رہے تو دنیا امن کا گہوارہ بنی رہی اور جب بھی اس پیغام امن سے روگردانی اختیار کی تو دنیا ظلم وستم کی چکی میں پستی چلی گئی اور آج بھی جو دنیا قتل وغارت گری اور بدامنی میں ڈوبی ہوئی ہے اس کی واحد وجہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالمی پیغام امن سے کنارہ کشی اور نام نہاد موجودہ امن کے علمبرداروں کے ساتھ اس دہشت گردی کے منانے میں اتحاد ہے جو درحقیقت اہل اسلام ہی کے خلاف شروع کی گئی ہے۔

اگر اہل اسلام اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم کو سمجھیں اور اس کے دستور اعظم جو آج بھی زندہ شکل میں ان کے پاس موجود ہے، اس کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہوں تو نا صرف اپنے رب کے ہاں سرخرو ہوں بلکہ انسانیت کا ہر ہر فرد موجودہ ظلم و بے سکونی سے نجات حاصل کر لے، کیونکہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام امن عالم صرف اہل اسلام ہی کی ضرورت نہیں بلکہ انسانیت کا ہر ہر فرد اس کا محتاج ہے اور یہ پیغام قیامت تک کی انسانیت کے لئے اپنے اندر راحت و سکون کی لازوال ضمانت رکھتا ہے۔

حق تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے اہل اسلام کو باہمی اختلاف وانتشار سے بچنے اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغام امن عالم پر کامل طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرماویں۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔☆☆☆

مولانا محمد اسماعیل راولپنڈی کے تبلیغی دورہ پر

راولپنڈی (رپورٹ: مولانا زاہد وسیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۱۹، ۲۰ دسمبر کو دوروزہ تبلیغی دورہ پر راولپنڈی تشریف لائے، جہاں راقم سمیت جماعتی رفقاء نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

جامع مسجد الرحمٰن میں ختم نبوت کورس: جامع مسجد الرحمٰن میں مغرب تا عشاء دو دن ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس کی نگرانی راولپنڈی مجلس کے امیر، جامعہ فرقانیہ کرتار پورہ کے شیخ الحدیث مولانا قاضی مشتاق احمد دامت برکاتہم نے کی۔

۱۹ دسمبر کو ”اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی“ کے عنوان پر عوامی لیکچر ہوا۔

۲۰ دسمبر کو حیات، رفع ونزول مسیح علیہ السلام کے عنوان پر مولانا شجاع آبادی نے قادیانی شکوک وشبہات اور ان کا رد قرآن وسنت اور اقوال مرزا قادیانی کی روشنی میں کیا۔ کورس میں شہر کے جماعتی رفقاء مجلس کے زعما اور عوام نے شرکت کی۔ مجلس راولپنڈی کے نائب امیر مولانا قاری زرین احمد خان، ناظم اعلیٰ قاضی ہارون الرشید نے شرکت کی۔ نیز ختم نبوت خط وکتابت کورس کے رفقاء حافظ محمد الیاس، بھائی محمد ناصر، نعیم مغل اور دوسرے جماعتی رفقاء شریک ہوئے۔

گلزار قائد میں مولانا شجاع آبادی کا خطاب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے ناظم اعلیٰ مولانا قاضی ہارون الرشید کی دعوت پر مولانا شجاع آباد نے ۲۲ دسمبر کو صبح کی نماز کے بعد ان کی مسجد میں درس دیا۔

خطیب العصر کے بیٹوں سے تعزیت: حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید شاہ ندیم رحمہ اللہ کے فرزندان گرامی مفتی فیصل ندیم، سید عبدالباسط، سید محمد فاروق ندیم سے ان کے مرکز میں ملاقات کی اور خطیب العصر کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور کافی دیر حضرت شاہ صاحب کے حوالہ سے ان کی یادیں تازہ کرتے رہے۔ واضح رہے کہ خطیب العصر حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن تھے۔ ان کی وفات جہاں ان کے فرزندان گرامی کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے، وہاں مجلس بھی ایک قابل قدر رکن شوریٰ سے محروم ہوگئی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی روداد

دوسری قسط

سعود ساحر

وزیراعظم خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کے لئے ایک وفد تشکیل دیا گیا، جو پیر صاحب سرسیّد شریف، مولانا حامد بدایونیؒ، اور ماسٹر تاج الدینؒ پر مشتمل تھا۔ ۲۱ر جنوری ۱۹۵۳ء کو وفد کی وزیراعظم سے ملاقات ہوئی۔ گو خواجہ ناظم الدین نے مسلمانوں کے مطالبات سے ہمدردی کا اظہار کیا تاہم کہا کہ وہ ان مطالبات کو تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔ خواجہ صاحب ۲۱ر فروری ۵۳ء کو لاہور آئے تو مولانا اختر علی خان، مولانا ابوالحسنات قادری، سیّد مظفر شمسی اور ماسٹر تاج الدین نے ان سے ملاقات کی، تاہم خواجہ صاحب نے وہی عذر پیش کیا کہ: ''وہ ان مطالبات کو تسلیم کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔'' کراچی میں بھی علماء کے ایک وفد نے علامہ سیّد سلیمان ندویؒ کی سربراہی میں خواجہ صاحب سے ملاقات کی، مگر خواجہ صاحب کا جواب وہی تھا۔ ۲۲ر فروری ۵۳ء کو ماسٹر تاج الدین، مولانا ابوالحسنات اور سیّد مظفر علی شمسی نے سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں خواجہ صاحب سے ملاقات کی اور اتمام حجت کیا، مگر خواجہ صاحب اپنے جواب پر قائم رہے۔ کہنا خواجہ صاحب کا یہ تھا کہ مرزائیوں کو چھیڑنے سے امریکا ہمیں گندم نہیں دے گا اور مسئلہ کشمیر حل کرنے میں ہماری مدد بھی نہیں کرے گا۔ خواجہ ناظم الدین کے دوٹوک جواب سے مایوس ہوکر ۲۶ر فروری ۵۳ء کو صورت حال پر غور کرنے کے لئے کراچی میں اجلاس طلب کیا گیا۔ اجلاس میں جس کی صدارت مولانا ابوالحسنات نے فرمائی، راست اقدام کا فیصلہ کیا گیا۔ طے ہوا کہ پانچ رضا کار مطالبات کے بینرز اٹھا کر وزیراعظم ہاؤس اور گورنر جنرل ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کریں تاہم عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ رضا کاروں کے ساتھ نہ جائیں۔ ۲۶ اور ۲۷ر فروری کی درمیانی رات میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء کو گرفتار کرلیا گیا اور ۲۸ر فروری ۵۳ء کو پنجاب سے احرار سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد گرفتار کرلئے گئے۔ مرزائیت کے خلاف تحریک دن بدن شدت اختیار کرتی اور حکومت کی ہٹ دھرمی قائم رہی۔ مسلمانوں کے خلاف پولیس کا تشدد بڑھتا چلا گیا۔ اس صورت حال میں صوبائی سیکریٹریٹ کا ماتحت عملہ بھی احتجاج میں شامل ہوگیا۔ ریلوے، ٹیلی گراف اور ٹیلی فون کے عملے نے بھی ہڑتال کردی، انتظامیہ بے بس ہوئی۔ اس سارے عرصے میں علماء کرام وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے مسلسل رابطہ کرکے مطالبہ منظور کرنے کے لئے زور ڈالتے رہے، خون بہتا رہا، گلی کوچے احتجاجی نعروں سے گونجتے رہے، ۶ر مارچ کو وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک بیان میں عوام کو اطمینان دلایا کہ تحریک ختم نبوت کے قائدین سے ملاقات کا وعدہ کیا اور یقین دلایا کہ وہ اور ان کے وزراء مرکزی حکومت کے سامنے مجلس عمل کے مطالبات پیش کرنے اور انہیں تسلیم کرنے کی سفارش کریں گے، تاہم جب صورت حال سول انتظامیہ کے قابو سے باہر ہوگئی، گورنر ہاؤس کی بجلی کاٹ دی گئی، ٹیلی فون، ناکارہ کردیے گئے۔ ریلوے ملازمین نے انجن شیڈ پر قبضہ کرلیا۔ لاہور اور فصل پورہ کے درمیان ریلوے پٹری اکھاڑ دی گئی تو ۶ر مارچ ۵۳ء کو لاہور میں مارشل لاء نافذ کردیا گیا جو اعداد وشمار دستیاب ہیں، ان کے مطابق صرف لاہور میں ایک ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ ۵۳ء کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر میجر جنرل اعظم خان تھے جو ۵۸ء کے مارشل لاء میں ایوب خان کے دست راست تھے، جو صرف حکم بجالانا جانتے تھے اور اس احساس سے عاری تھے کہ ان کی شقاوت اپنی قوم کے خلاف استعمال ہورہی ہے۔ اسی مارشل لاء میں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور مولانا عبدالستار نیازیؒ کو فوجی عدالت نے موت کی سزا سنائی۔ گو اس زمانے کی تحریروں میں ذکر نہیں ہے، تاہم حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خانوادے کی ایک واجب تعظیم شخصیت سیّد محمد کفیل شاہ بخاری پورے یقین سے فرماتے ہیں کہ مولانا خلیل احمد قادریؒ خطیب مسجد وزیر خان لاہور کو بھی مارشل لاء عدالت نے پھانسی کی سزا سنائی تھی۔

حضرت آغا شورش کاشمیریؒ اپنی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' میں رقم طراز ہیں:

''ایک مارشل لاء پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریز نے امرتسر، لاہور اور گوجرانوالہ میں لگایا تھا، ایک آزادی کے بعد ۵۳ء میں لگا۔ جن لوگوں نے پہلا مارشل لاء دیکھا تھا وہ ۵۳ء کے

مارشل لاء کو زیادہ بھیانک بتاتے ہیں۔“

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور مولانا عبدالستار نیازیؒ سینٹرل جیل لاہور کی پھانسی کوٹھڑیوں میں ایک ساتھ قید تھے۔ مولانا مودودیؒ کے بچے ان سے ملنے جیل آئے تو مولانا نے فرمایا: ”پھانسی پاجاؤں تو انہی کپڑوں میں دفنا دینا۔“ سید مودودیؒ کا یہ قول بھی اس زمانے کی تحریروں میں ملتا ہے: ”جو لوگ جیل کی دھونس اور طاقت کی دلیل سے میرے عقائد اور نظریات بدلنا چاہتے ہیں، ان کا مقام ایوان حکومت نہیں، شفاخانہ امراض دماغی ہے۔“ مولانا عبدالستار نیازی کے بارے میں آغا شورش لکھتے ہیں: ”اس بزدل حکومت میں یہ جرأت نہیں کہ مجھے پھانسی پر لٹکا سکے، بھلا مولانا مودودی کو کیسے پھانسی دے سکتی ہے، یہ حکومت تو اپنی موت سے ڈرتی ہے۔“

بہرطور مارشل لاء اٹھالیا گیا۔ ممتاز خان دولتانہ وزارت اعلیٰ سے برطرف کردیے گئے، ان کی جگہ ملک فیروز خان نون وزیراعلیٰ بنے۔ انہوں نے عہدہ سنبھالتے ہی مولانا احمد علی کو رہا کردیا۔ مارشل لاء میں گرفتار کارکنوں کی اکثریت رہا کردی گئی۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا عبدالستار نیازی اور مولانا خلیل کی سزائے موت عمر قید میں بدل دی گئی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء کو ۸ر فروری ۵۳ء کو جسٹس ایس اے رحمٰن نے رہا کیا، جن کی گرفتاری کے خلاف میاں محمود علی قصوری نے عدالت عالیہ میں رٹ دائر کی تھی۔ اس تحریک کا ایک المناک پہلو تحقیقاتی رپورٹ ہے جو گورنر کی قائم کردہ تحقیقاتی عدالت نے جاری کی۔ اس تحقیقاتی عدالت کا سربراہ جسٹس منیر تھا جبکہ جسٹس محمد رستم کیانی اس کے ایک رکن تھے۔ تحقیقات کا آغاز یکم جولائی ۵۳ء کو ہوا۔ تحقیقات کے سلسلے میں اس کمیشن کے ۱۱۷ اجلاس ہوئے، جن میں سے ۱۱۲ شہادتوں کے لئے مخصوص تھے۔ تحقیقاتی کمیشن نے ۲۰ر فروری ۵۴ء کو اپنا کام مکمل کیا اور ۳۸۷ صفحات کی رپورٹ انگریزی میں جاری کی گئی، جس کا ترجمہ سرکاری طور پر اردو میں بھی کرایا گیا۔ تحقیقاتی عمل میں حکومت پنجاب، صوبائی مسلم لیگ، مجلس احرار، مجلس ختم نبوت پنجاب، جماعت اسلامی، انجمن احمدیہ ربوہ، احمدیہ انجمن لاہور شریک ہوئی۔ ممتاز محمد خان دولتانہ نے بھی کمیشن سے درخواست کی کہ انہیں بھی فریق بنایا جائے۔ کمیشن نے دولتانہ کو تحریری بیان داخل کرنے کی ہدایت کی۔ حکومت پنجاب اور صوبائی مسلم لیگ کے سوا تمام فریقوں نے تفصیلی بیانات کمیشن میں داخل کرائے۔

آغا شورش کاشمیریؒ، جسٹس رستم کیانی کے حوالے سے رقم طراز ہیں: ”جسٹس رستم کیانی نے کہا کہ: وہ اس رپورٹ کی اشاعت پر پریشان و پشیمان ہیں اور اس میں جو حصہ اسلام کے خلاف ہے اور جہاں جہاں مجلس احرار اسلام کے بارے میں بُرے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، وہ جسٹس منیر کے قلم سے ہیں۔“ یہ ایک المناک حقیقت ہے کہ رپورٹ کا غالب حصہ یکطرفہ اور غلیظ الفاظ کا مجموعہ ہے اور کسی لحاظ سے بھی اسے کسی جج کی تحریر و تجزیہ قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ بقول آغا شورش کسی ایسے اخبار کا اداریہ لگتا ہے ”جو کف دردہاں“ قلم سے تبصرہ کا عادی ہو۔ علامہ اقبالؒ کے صاحبزادے جناب جاوید اقبال کی رائے میں: یہ ایک ایسی دستاویز ہے جو اسلام کے خلاف خود مسلمان ججوں کے قلم سے نکلی ہے۔ اس کی اشاعت روک لی جائے، اس رپورٹ کا ضبط کیا جانا ہی بہتر ہے۔ آج تک اسلام کے خلاف دنیائے اسلام میں ایسی دستاویز شائع نہیں ہوئی۔ یہ سب سے بڑی تحریر ہے، جس میں دو مسلمان ججوں نے مسلمانوں کی رسوائی کا سامان کیا ہے۔ اس کا مرجانا ہی بہتر ہے۔“

لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس منیر احمد کی رپورٹ ایک شرمناک دستاویز ہے جو غیر عدالتی اسلوب میں لکھی ہوئی تحریر ہے، جس میں مجلس احرار اسلام کے بارے میں گندی زبان استعمال کی گئی ہے اور جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو مظلوم جماعت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ جن علماء کو شہادت کے لئے طلب کیا گیا انہیں تضحیک کا نشانہ بنایا گیا۔ جسٹس منیر نے سماعت کے دوران یہ سوال اٹھایا کہ: مسلمان کی تعریف کیا ہے؟“ حکومت کا موقف بڑا ہی حیرت انگیز تھا، جو بیان حکومت کی طرف سے کمیشن کو دیا گیا، اس میں کہا گیا کہ: ”حکومت کا اس بارے میں کوئی نقطہ نظر نہیں ہے۔“ جسٹس منیر کے نزدیک قادیانیوں کے خلاف ملک گیر تحریک محض ”احرار، احمدی نزاع تھی“ بعض یورپی مصنفین نے اس رپورٹ کے حوالے سے پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف بہت کچھ لکھا، تاہم مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اس رپورٹ کا تفصیلی جواب لکھا، جو اردو، انگریزی اور عربی میں شائع ہوا، جسے دنیا بھر میں پہنچایا گیا۔ اس نے بقول شورش کاشمیریؒ منیر رپورٹ کی چتا تیار کی۔

۵۳ء کی ختم نبوت تحریک کے حوالے سے آغا شورش کاشمیریؒ کی تحریروں میں اسی بات پر دکھ کا اظہار ملتا ہے کہ کاش! جسٹس منیر اس سفاکی کا مظاہرہ نہ کرتے، اگر ختم نبوت کے مسئلے پر تمام دینی جماعتیں متحد ہوکر مقدمہ لڑتیں اور اپنی اپنی تنظیم کی صفائی پیش کرنے کے بجائے متحد ہوکر تحریک کا دفاع کرتیں تو بہتر ہوتا، البتہ مرزا بشیرالدین محمود اور سر ظفراللہ کے زیر اثر ہونے کے باوجود جسٹس منیر یہ جرأت نہ کرسکے کہ اپنی رپورٹ میں مرزائیوں کو مسلمان ہونے کی سند دیں۔ البتہ جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں یہ تسلیم کیا کہ تحریک ختم نبوت پھر کسی وقت شروع ہوسکتی ہے۔

تحریک کے کسی بے نتیجہ پسپائی کے نتیجے میں ملک سیاسی توانائی سے محروم ہوگیا۔ یہیں سے اس دور سیاہ کا آغاز ہوا، جو ملک کے دولخت ہونے اور محفوظ رہنے والے پاکستان کو تاحال گھیرے ہوئے ہے۔ مرزائی ایوانِ اقتدار پر حاوی ہوتے چلے گئے۔ ایوب خان کے دور کو اس حوالے سے بدترین کہا جاسکتا ہے کہ فوج کے اعلیٰ مناصب کے ساتھ ملک کی اقتصادیات پر بھی مرزائی قابض ہوگئے۔ جنرل اختر ملک اور جنرل عبدالعلی ملک کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد مرکزی حکومت میں سیکریٹری خزانہ بنایا گیا اور پھر پلاننگ ڈویژن کی سربراہی بھی اسے سونپی گئی۔ ایوب خان کی حکومت نے ڈیفنس رولز آف پاکستان کے حوالے سے اخبارات کے لئے ایک حکم نامہ جاری کیا کہ اشارتاً و کنایتاً یہ تفصیلاً یا اجمالاً کسی طرح بھی قادیانیوں پر خفی یا جلی تنقید نہ کی جائے۔ جس نے بھی اس حکم کی خلاف ورزی کی تو قانون کے مطابق مستوجب سزا ہوگا۔ اس قانون کا پہلا نشانہ آغا شورش کاشمیریؒ کا ہفت روزہ ''چٹان'' بنا، جس میں عرب ممالک کے حوالے سے دوسطری خبر شائع کی گئی کہ عرب ممالک میں اس فرقے (قادیانیت) کا احتساب ہورہا ہے۔ ''الحمدللہ'' کے عنوان سے شائع ہونے والی اس خبر کے نتیجے میں چٹان کا ڈکلیریشن منسوخ کردیا گیا اور آغا شورش گرفتار کرلئے گئے۔ یہ مجرمانہ جرأت بھی ایوب خان کی حکومت نے دکھائی کہ ایڈووکیٹ جنرل کے ذریعے لاہور ہائی کورٹ کے ڈویژنل بنچ میں تحریری طور پر بتایا گیا کہ ''قادیانی مسلمان ہیں'' غلام محمد، سکندر مرزا سے لے کر ایوب خان تک ہر حکومت قادیانیوں کے تحفظ اور ان کے خلاف بولنے والوں کی زبان بندی کے معاملے میں تمام حدود پار کرگئی۔ ۳؍مئی ۵۳ء کو ایک آرڈی نینس جاری کیا گیا: ''مارشل عدالتیں، مارشل کے نفاذ سے قبل سرزد ہونے والے جرائم'' (قادیانیوں کے خلاف لکھنا اور بولنا) کی سماعت بھی کرسکیں گی اور ان عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف ملک کی کسی عدالت میں اپیل نہیں ہوسکتی۔ یہ آرڈی نینس جاری کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کو مارشل لاء کے ضابطہ ۸ اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۵۳ کے تحت گرفتار کرکے اس ''جرم'' میں مقدمہ چلایا گیا کہ مولانا نے ''قادیانی مسئلہ'' نامی پمفلٹ لکھا۔ یہ پمفلٹ مارشل لاء کے نفاذ سے ایک دن قبل چھپ کر تقسیم ہوچکا تھا اور جتنی دیر مارشل لاء نافذ رہا، یہ پمفلٹ چھپتا اور تقسیم ہوتا رہا۔ اس اشاعت تقسیم پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی، مگر لکھنے والے پر مارشل لاء کے تحت مقدمہ چلایا گیا اور سزائے موت سنائی گئی۔ (جاری ہے)

(روزنامہ امت کراچی ۲؍جنوری ۲۰۱۶ء)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پُرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
زعفران، جائفل، ناگرموتھ، مغز بندق، آروخرما، جوہر آہن
مصطگی، جلوتری، تج، مغز ہوا، سنگھاڑا، کشتہ چاندی
مروارید، دارچینی، اکر، لاچی خورد، بیج کاکنج، مغز فندق
ورق طلاء، لونگ، مائیں، لاچی کلاں
ورق نقرہ، گوند کیکر، بڑ موسلے، ترنجبین، اجوائن
مغز چلغوزہ، مغز بادام، رس کنولی، بہمن سفید، گوند کتیرہ
33 اجزاء

معجون تسکین دل
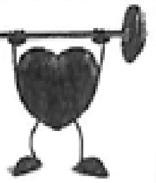
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
آب سیب، آب انار، آب ادرک، ورق نقرہ، تخم خرفہ
آب بہی، آب لیمن، شہد خالص، بہمن سفید
زعفران، مروارید، ورق طلاء، کشنیز، بادرنجبویہ
ابریشم، گل سرخ، گل نیلوفر، تخم کاہو، درونج عقربی
صندل سفید، طباشیر، آملہ، جوہر مرجان، مغز تربوز
گل گاؤزبان، الائچی خورد، کہربائی، بہمن سرخ
پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری 0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ لائبرو ڈی گراونڈ سپلائرز کالونی فیصل آباد

عبدالمجید لدھیانوی

قاری خلیل احمد بندھانی

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس

عبدالصمد ہالیجوی

شکیل احمد بندھانی

بشیر احمد

13 فروری 2016 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب

مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر

عبدالباری

عبدالوہاب چاچڑ

محمد حنیف بندھانی

عطا محمد

اسد اللہ

نذیر احمد شاہانی

ڈاکٹر محمد اسعد تھانوی

عبداللطیف اشرفی

عبدالقیوم ہالیجوی

محمد حسین ناصر

قاری جمیل احمد بندھانی

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

حضرت مولانا سعید یوسف پلندری

مولانا اللہ وسایا

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

عبدالمجیب قریشی

احسان احمد

راشد خالد محمود سومرو

زین العابدین جالبی

سید سراج احمد شاہ امروٹی

محمد ایوب شاہ

الٰہی بخش

محمد رمضان

شفیع محمد

محمد اجمل حسین

رشید احمد

محمد معاویہ

محمد مبشر حسین

سید آغا محمد شاہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سکھر سندھ پاکستان

0302-3623805

0300-3131165